ہفت روزہ

# ندائے خلافت

لاہور

4

28 جنوری 2004ء — 05 ذی الحجہ 1424ھ

www.tanzeem.org


## اس شمارے میں


بنی اسرائیل کی تاریخ کا آخری دور

پٹرول بم
تباہی پھیلانے والا مہلک ہتھیار

مردِ مومن، مردِ حق: جنرل محمد حسین انصاری

ایک یہودی پروفیسر سے ملاقات

مکتوبِ شکاگو کی بجائے مکتوب لاہور

صرف ربّ العالمین کی عبادت

بنگلہ دیش میں مقیم بہاری پاکستانی

کاروانِ خلافت
شہر بہ شہر، منزل بہ منزل

دنیائے اسلام کی ہفتہ وار ڈائری


## انسانی مشقت کی نوعیت

آخر انسانی مشقت اور جدوجہد کی نوعیت کیا ہے؟ ایک شخص اس لئے دوڑ دھوپ کرتا ہے کہ اسے زندہ رہنے کے لئے ایک لقمہ اور پہننے کے لئے کپڑے کا ایک ٹکڑا میسر ہو۔ دوسرا شخص اس لئے جدوجہد کرتا ہے کہ ایک ہزار کے دو ہزار اور دس ہزار بنائے! ایک اور شخص اقتدار و فرماں روائی یا جاہ و منصب کے لئے جدوجہد کرتا ہے۔ ایک اور شخص ہے جس کی ساری جدوجہد راہِ خدا میں ہوتی ہے۔ ایک اور شخص ہے جو اپنی خواہشاتِ نفس کی تسکین کے لئے مشقتیں جھیلتا ہے۔ ایک اور شخص ہے جو اپنے عقیدے اور اپنی دعوت کے لئے زحمت و مشقت برداشت کرتا ہے۔ ایک شخص دوزخ کی طرف چلتے ہوئے مشقتیں جھیلتا ہے۔ دوسرا جنت کی راہ میں سعی و جہد کرتا ہے۔ ہر کوئی اپنا بوجھ اٹھاتا اور محنت و مشقت کے ساتھ اپنا راستہ طے کرتا ہوا اپنے رب سے جا ملتا ہے۔ وہاں بدبختوں اور نافرمانوں کے لئے شدید ترین مصائب ہیں اور نیک بختوں اور فرماں برداروں کے لئے عظیم ترین راحت!

زحمت و مشقت دنیوی زندگی کی طبیعت و فطرت ہے۔ البتہ اس کی شکلیں اور اس کے اسباب مختلف ہوتے ہیں۔ لیکن انجامِ کار ہے زحمت و مشقت ہی۔ سب سے زیادہ خسارے میں وہ شخص ہے جو حیاتِ دنیا میں زحمتیں اور مشقتیں جھیلتا ہے اور اس کے نتیجے میں آخرت میں ان سے زیادہ تلخ اور شدید مصائب و شدائد سے دوچار ہوتا ہے، اور کامیاب ترین انسان وہ ہے جو اپنے رب کی راہ میں جدوجہد کرتا ہے تاکہ جب اس کے پاس پہنچے تو وہ زندگی کی مشقتوں سے محفوظ ہو جائے اور اللہ کے سائے میں عظیم ترین راحت سے ہم کنار ہو۔

آخرت کی اس جزا کے علاوہ مختلف قسم کی کوششوں اور مشقتوں پر دنیا میں بھی کچھ جزا مترتب ہوتی ہے۔ جو شخص کسی عظیم مقصد کے لئے جدوجہد کرتا ہے اس کی طرح وہ شخص نہیں ہو سکتا جو کسی پست اور حقیر مقصد کے لئے تگ و دو کرتا ہے۔ دل کی طمانیت اور جان و مال کی قربانی پر راحت و سکون محسوس کرنے میں دونوں شخص برابر نہیں ہو سکتے۔ جو شخص زمین کے بندھنوں سے آزاد ہو کر جدوجہد کرتا ہے یا اس لئے جدوجہد کرتا ہے کہ زمینی بندھنوں سے آزاد ہو، اس کی طرح وہ شخص کبھی نہیں ہو سکتا جو حشرات الارض اور کیڑے مکوڑوں کی طرح زمین سے چمٹتا اور زمین کی دلدل میں دھنسنے کے لئے جدوجہد کرتا ہے۔ جو شخص دعوت کی راہ میں جان دیتا ہے اس کی مانند وہ شخص نہیں ہو سکتا جو اپنی نفسانی خواہشات کے لئے جان دیتا ہے۔ ودنوں اپنی جدوجہد کے شعور اور ان مشقتوں کے سلسلے میں جو وہ برداشت کرتے ہیں، یکساں نہیں ہو سکتے۔

ماخذ: فی ظلال القرآن

تحریر: سید قطب شہید

# سورۃ البقرۃ (آیت 280-281)

ڈاکٹر اسرار احمد

بسم اللہ الرحمٰن الرّحیم

﴿وَاِنْ كَانَ ذُوْ عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ اِلٰى مَيْسَرَةٍ ؕ وَاَنْ تَصَدَّقُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ○ وَاتَّقُوْا يَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِيْهِ اِلَى اللّٰهِ ۗ ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ○﴾

''اور اگر قرض لینے والا تنگ دست ہو تو (اسے) کشائش (کے حاصل ہونے) تک مہلت دو اور اگر (زرِقرض) بخش ہی دو تو تمہارے لئے زیادہ اچھا ہے بشرطیکہ سمجھو۔ اور اس دن سے ڈرو جبکہ تم اللہ کے حضور میں لوٹ کر جاؤ گے' پھر ہر شخص اپنے اعمال کا پورا پورا بدلہ پائے گا اور کسی کا کچھ نقصان نہ ہو گا۔''

قرض کے لین دین کے سلسلہ میں یہاں مزید وضاحت کی جا رہی ہے کہ اگر تمہارا مقروض تنگ دست ہے اور تمہارا قرضہ ادا نہیں کر سکتا تو اسے مہلت دو۔ سختی کے ساتھ اس سے تقاضا نہ کرو' یہاں تک کہ اس کے ہاں کشادگی پیدا ہو جائے تاکہ وہ آسانی سے آپ کو قرض کی رقم واپس لوٹا سکے۔ ہاں اس سے بھی آگے کی بات یہ ہے تو اپنے مفلس مقروض کو قرض کی رقم معاف کر دو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر تم نے ایسا کیا تو یہ بہت اچھی بات ہو گی۔ اس قرض پر کچھ سود تو تم لے بھی چکے ہو' باقی کا سود تو چھوڑنا ہی ہے' اگر اصل رقم بھی بخش دو تو یہ انفاق ہو جائے گا۔ اللہ کے ذمہ یہ قرض حسنہ ہو گا جو تمہارے لئے ذخیرۂ آخرت بنے گا۔ پہلے ذکر ہو چکا کہ آپ کی بچت کا بہترین اور سب سے اونچا مصرف یہی صدقہ ہے۔ ہاں اس سے کمتر درجے کی چیز قرض حسنہ ہے۔ یعنی کسی کو آپ قرض دیں' وہ اس رقم سے اپنی ضرورت پوری کر لے۔ اگر کاروبار رکا ہوا ہے تو وہ چل پڑے گا۔ پھر وہ تمہاری اصل رقم واپس کر دے گا۔ یہ بھی بڑے درجہ کی بات ہے۔ تیسرا درجہ ایک اور بھی ہے جو جائز ہے مگر مکروہ اور ناپسندیدہ ہے۔ اگر کوئی شخص زیادہ ہی خسیس ہو تو وہ مال مضاربت پر دے دے۔ مضاربت یہ ہے کہ رقم تمہاری ہو گی اور کام کوئی دوسرا کرے گا' اگر بچت ہو جائے تو تم بھی لے لینا' اگر نقصان ہو جائے تو کسی طرح کا تاوان وصول نہ کیا جائے گا۔ اگر ایسا کر لیا جائے تو یہ ادنیٰ درجہ میں جائز ہے۔ مگر کسی کو رقم دینا اور اس پر طے شدہ شرح کے مطابق سود وصول کرتے رہنا یہ تو ایسی چیز ہے کہ اس سے بڑھ کر حرام شے کوئی نہیں۔

اگر تم جانتے ہو اور تمہیں اللہ تعالیٰ کے حکم کی حکمت سمجھ میں آ گئی ہے کہ مقروض کو ادائیگی میں مہلت دینا یا اس کی مفلسی کے پیش نظر اصل رقم بھی معاف کر دینا اللہ کے ہاں بہت بڑے اجر و ثواب کا باعث ہو گا تو اب تم واقعی اولوالالباب ہو۔

سورۃ البقرہ کی آیت 281 نزول کے اعتبار سے قرآن کریم کی آخری آیت ہے کہ ڈرو اُس دن سے کہ جس دن تم لوٹائے جاؤ گے اللہ کی طرف۔ پھر ہر شخص کو اس کی کمائی پوری پوری دی جائے گی اور لوگوں پر کسی طرح کا ظلم روا نہیں رکھا جائے گا۔ اس بات کو سورۃ البقرہ کی آیت 123 میں ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے' ''اور اس دن سے ڈرو جب کوئی شخص کسی شخص کے کچھ کام نہ آئے گا' اور نہ اس سے بدلہ قبول کیا جائے گا' اور نہ اس کو کسی کی سفارش کچھ فائدہ دے گی' اور نہ کسی اور طرح سے لوگوں کو مدد مل سکے گی۔'' اس طرح انسانوں کو اس انداز سے زندگی گزارنے کی ہدایت کی جا رہی ہے کہ دوسرے ابنائے جنس کے لئے مفید ثابت ہوں اور ایسے کام نہ کریں کہ آخرت میں وہ ان کی رسوائی اور عذاب کا باعث بن جائیں۔

فرمانِ نبویؐ

# وضو اور نفل نماز کی فضیلت

چوہدری رحمت اللہ بٹر

عَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ : كُنْتُ اِذَا سَمِعْتُ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ حَدِيْثًا نَفَعَنِيَ اللّٰهُ بِمَا شَاءَ مِنْهُ وَاِذَا حَدَّثَنِيْ عَنْهُ غَيْرِيْ اسْتَحْلَفْتُهُ فَاِذَا حَلَفَ لِيْ صَدَّقْتُهُ' وَاَنَّ اَبَابَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عنہ حَدَّثَنِيْ وَصَدَقَ اَبُوْبَكْرٍ اَنَّهُ' سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ : ((مَا مِنْ رَجُلٍ يُذْنِبُ ذَنْبًا فَيَتَوَضَّأُ فَيُحْسِنُ الْوُضُوْءَ. قَالَ مِسْعَرٌ : وَيُصَلِّيْ وَقَالَ سُفْيَانُ : ثُمَّ يُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ' فَيَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ اِلَّا غَفَرَلَهُ)) (رواہ احمد و ابن ماجہ)

حضرت علیؓ بیان کرتے ہیں کہ میں جب رسول اللہ ﷺ سے کوئی بات سنتا ہوں تو اس سے اللہ تعالیٰ جو چاہیں مجھے نفع پہنچاتے ہیں اور جب کسی دوسرے سے آپ کی بات سنتا ہوں تو اس سے حلف لیتا ہوں کہ اس نے واقعی رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔ پھر گروہ حلف اٹھا لے تو اسے سچ مان لیتا ہوں اور حضرت ابوبکر صدیقؓ نے مجھے بتایا اور انہوں نے واقعی سچ کہا (ان سے حلف لینے کی مجھے کوئی ضرورت نہیں ہے) حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا: میں نے نبی اکرم ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ: ''کوئی انسان اگر گناہ کر بیٹھے پھر وہ وضو کرے اچھی طرح اور دو رکعت نماز پڑھے اور پھر اللہ تعالیٰ سے معافی مانگے تو اسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے معافی مل جاتی ہے۔''

# اقبال وجناح کا نام لینا بند کریں!

اتوار 18 جنوری کی رات کو حکومت نے پاکستان کے مایہ ناز سائنسدانوں کے خلاف کارروائی کر کے نہ صرف اہل پاکستان' بلکہ پوری امتِ مسلمہ کے جذبات کی تضحیک کی ہے۔ تفتیش کی کارروائی خفیہ بھی ہوسکتی تھی' لیکن دانستہ یا نادانستہ یہ خبر پوری دنیا میں پھیلائی گئی کہ ملک کے حساس اداروں نے معروف ایٹمی سائنس دانوں ڈاکٹر عبدالقدیر (ہلال امتیاز' نشانِ امتیاز) کے پرنسپل سٹاف آفیسر میجر (ر) اسلام الحق کو ڈاکٹر عبدالقدیر خان کے گھر سے حراست میں لیا گیا اور ڈاکٹر صاحب کی مزاحمت کے باوجود حساس ادارے کے اہل کار میجر اسلام الحق کو اپنے ساتھ لے گئے۔ ان کے علاوہ جن سائنس دانوں کو حراست میں لیا گیا ہے' ان میں بریگیڈیئر تاجور' ڈاکٹر منظور احمد اور ڈاکٹر نذیر احمد بھی شامل ہیں۔ چند روز قبل ڈاکٹر سعید احمد کو بھی حراست میں لیا گیا تھا۔ پاک فوج کے ترجمان نے اس آپریشن کی وضاحت کرتے ہوئے کہا یہ معمول کی کارروائی ہے اور ان لوگوں کو ڈی بریفنگ کیلئے بلایا گیا ہے۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ یہ لوگ مجرم ہیں۔ وزیر اطلاعات اس نوعیت یک سنگین اور حشر خیز واقعات پر عموماً اپنا یہ جملہ نشر کرایا کرتے تھے کہ ''پوچھ گچھ سے کون سی قیامت آجائے گی''۔ کاش انہیں اس امر کا ذرا بھی احساس کبھی ہو جایا کرے کہ اس سے زیادہ قیامت اور کیا ہوگی کہ ہالینڈ سے چھٹی پر آئے ہوئے ڈاکٹر عبدالقدیر کو باندھ کر بٹھا دیا جائے کہ تم نے یورپ والوں سے جو کچھ سیکھا ہے' اس کی بنیاد پر ایٹم بم بناؤ اور ''ہم گھاس کھالیں گے' لیکن ایٹم بم ضرور بنائیں گے''۔ اور ڈاکٹر عبدالقدیر ایٹم بم بنانے کے بعد اعلان کر دے کہ میں نے پاکستان میں ہزاروں سائنس دان ایسے پیدا کر دیئے ہیں جو ایٹم بم بنا سکتے ہیں۔

خود جنرل پرویز مشرف نے اس واقعے سے چوبیس گھنٹے قبل مشترکہ پارلیمنٹ سے اپنے پہلے خطاب میں اپنی موجودہ حکومت کا چار نکاتی منشور پیش کرتے وقت اعلان فرمارہے تھے: ''میں یہاں یہ کہنا چاہوں گا کہ الحمدللہ ہماری دفاعی طاقت مضبوط ہے۔ ہم ایک ایٹمی اور میزائل طاقت ہیں۔ ہمیں نہ صرف یہ صلاحیت برقرار رکھنی چاہئے بلکہ اسے مضبوط مستحکم بنانا ہوگا''۔ کوئی ان سے پوچھے کہ ایٹمی اور میزائل کی طاقت وصلاحیت کو برقرار رکھنے اور مضبوط و مستحکم بنانے کا آپ لوگ یہی انداز اختیار کریں گے؟ جنرل صاحب نے ان چار نکات کو چار الزامات کہا تھا جو دنیا (یعنی امریکا) پاکستان پر لگا رہی ہے اور ان الزامات کا داغ دھونا ہی موجودہ حکومت کی پالیسی ہے۔ (۱) قبائلی علاقوں سے دہشت گردی پھیلانے کا ذمہ دار پاکستان (۲) کشمیر میں سرحد پار دہشت گردی کا ملزم پاکستان (۳) ایٹمی ہتھیار پھیلانے کا ذمہ دار پاکستان (۴) دنیا میں انتہا پسندی اور تشدد پھیلانے کا ذمہ دار پاکستان۔

پہلے الزام کا داغ دھونے کے لئے 65 ہزار پاکستانی فوجی قبائلی علاقوں میں طالبان اور القاعدہ کے ارکان کو ڈھونڈنے اور پکڑنے میں مصروف ہے۔ دوسرے الزام کی صفائی کے لئے کنٹرول لائن پر یک طرفہ جنگ بندی اور اقوامِ متحدہ کی قرار دادیں (برائے استصواب) واپس لینے کا عندیہ دے کر واجپائی صاحب کے روبرو اعلان ''اسلام آباد'' پر دستخط ثبت کر دیئے گئے ہیں۔ تیسرے الزام کا اقرار کر لینے کے لئے پاکستان کے سائنس دانوں پر آفت آئی ہوئی ہے' یہ جانتے بوجھتے کہ ایٹمی راز دوسرے ملکوں کو دینے کا الزام انتہائی بودا اور کمزور ہے' کیونکہ یورانیم کی افزودگی کا فارمولا اب کوئی راز نہیں ہے۔ اسرائیل اور بھارت تو امریکی سرپرستی میں ایٹمی طاقت بنے ہیں۔ ان پر یہ الزام کیوں نہیں؟ پچھلے ہفتے ہی امریکا نے بھارت کو ایٹمی ٹیکنالوجی دینے کے معاہدے پر دستخط کئے ہیں۔ چوتھے الزام کے جواب میں پاکستان کو لبرل' روشن خیال' ترقی پسند' فلاحی ریاست بنانے کے عزم کا اظہار کیا گیا ہے۔

سب سے زیادہ قابل اعتراض بات یہ ہے کہ ہمارے اربابِ اختیار اپنے عزائم اور اپنے مفادات کے خواب کو علامہ اقبال اور قائداعظم جیسی واجب التعظیم اور بلند کردار ہستیوں کے خواب پر منطبق کر دیتے ہیں۔ جبکہ دونوں خوابوں میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ وہ اسلام کی نشأۃ ثانیہ کے دل دادہ اور نفاذِ اسلام کے خواب دیکھنے والے' آپ سیکولرازم' مادہ پرستی' سودخوری' قرضوں اور امداد کے دلدادہ۔ وہ مشرق میں ابھرنے کا خواب دیکھنے والے' آپ مغرب میں ڈوبنے کی خواہش رکھنے والے۔ اقبال نے تو آپ کو مخاطب کر کے یہ کہا تھا اور قائداعظم نے اس پر عمل کر کے دکھایا تھا۔

پرے ہے چرخِ نیلی فام سے منزل مسلماں کی — ستارے جس کی گردِ راہ ہوں' وہ کارواں تو ہے
یہ نکتہ سرگزشتِ ملتِ بیضا سے ہے پیدا — کہ اقوامِ زمینِ ایشیا کا پاسباں تو ہے
سبق پھر پڑھ صداقت کا' عدالت کا' شجاعت کا — لیا جائے گا تجھ سے کام' دنیا کی امامت کا

معاف کیجئے' آپ نہ صادق' نہ عادل' نہ شجاع۔ پھر کس برتے پر اپنی تقریروں اور سرکاری خطابات میں ان کا نام بدنام کرتے ہو۔ براہِ کرم کبھی اپنے گریبان میں بھی جھانک لیا کریں۔ خدارا' اب اقبال وجناح کا نام نہ لیا کریں۔ (اداریہ)

تا خلافت کی بنا' دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب وجگر


قیامِ خلافت کا نقیب

ندائے خلافت

| شمارہ | | جلد |
| --- | --- | --- |
| | 22 جنوری تا 28 جنوری 2004ء | |
| 4 | 29 ذی قعد تا 05 ذی الحجہ 1424ھ | 13 |

بانی: اقتدار احمد مرحوم
مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
مدیر انتظامی: سید قاسم محمود

مجلس ادارت
ڈاکٹر عبدالخالق۔ مرزا ایوب بیگ
سردار اعوان۔ محمد یونس جنجوعہ

نگران طباعت: شیخ رحیم الدین

پبلشر: محمد سعید اسعد' طابع: رشید احمد چوہدری
مطبع: مکتبہ جدید پریس' ریلوے روڈ' لاہور



مرکزی دفتر تنظیم اسلامی:
67۔ گڑھی شاہو' علامہ اقبال روڈ لاہور
فون: 6316638-6366638 فیکس: 6305110
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے' ماڈل ٹاؤن' لاہور
فون: 5869501-03



قیمت فی شمارہ: 5 روپے
سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک...... 250 روپے
بیرون پاکستان
یورپ' ایشیا' افریقہ وغیرہ (1500 روپے)
امریکہ' کینیڈا' آسٹریلیا وغیرہ (2200 روپے)


☆.☆.☆

''ادارہ'' کا مضمون نگار کی رائے سے متفق ہونا ضروری نہیں

**15** غزہ اور اسرائیل کی سرحد پر فلسطینی خاتون ریم صالح الریاش کا فدائی حملہ۔ 5 یہودی ہلاک' 10 شدید زخمی۔ پاکستان نے سری نگر اور مظفر آباد کے درمیان مذاکرات کی بھارتی پیشکش قبول کر لی۔ کھوکھرا پار بس سروس پر بھی بات ہوگی۔ آج سے پاکستان اور بھارت کے درمیان سمجھوتہ ایکسپریس شروع ہوگئی — بھارت نے کنٹرول لائن کے 170 کلومیٹر پر باڑ لگالی۔ اکتوبر تک کام مکمل کرنے کا اعلان — مقبوضہ کشمیر میں مجاہدین سمیت 13 کشمیری شہید — عراق میں اسمارا کے قریب امریکی فوج کی فائرنگ سے 8 عراقی شہید' فدائی حملے میں تھانہ تباہ— حجاب پر پابندی کے فرانس کے فیصلے کے خلاف امریکا اور کینیڈا میں زیرِ تعلیم مسلمان طلبہ کی سب سے بڑی تنظیم ''مسلم سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن'' کی جانب سے امریکا اور کینیڈا کے مختلف شہروں میں فرانسیسی سفارت خانوں کے سامنے احتجاجی مظاہرے ہوئے— ایران کے روحانی رہنما آیت اللہ علی خامنہ ای نے ملک میں جاری بحران کے خاتمے کے لئے قدامت پسندوں کو حکم دیا ہے کہ وہ آئندہ پارلیمانی انتخابات سے قبل اصلاح پسندوں کی بڑے پیمانے پر نااہلی کے فیصلے پر نظرِ ثانی کریں۔

**16** امریکہ نے کہا ہے کہ ایران کو ایٹمی توانائی کی بین الاقوامی ایجنسی کی طرف سے عائدہ کردہ تمام ذمہ داریوں کو لازماً پورا کرنا ہوگا اور وہ ان میں اپنی مرضی کی ذمہ داریوں کا انتخاب نہیں کرسکتا— ایران نے حالیہ مہینوں کے دوران میں ''القاعدہ'' کے متعدد ارکان کو سعودی حکومت کے حوالے کیا ہے اور القاعدہ نیٹ ورک کی سرگرمیوں کے متعلق معلومات بھی فراہم کی ہیں— امریکی ہفت روزہ جریدے ''ٹائم'' نے اپنی تازہ اشاعت میں الزام عائد کیا ہے کہ پاکستان ایٹمی سائنس دان ڈاکٹر عبدالقدیر خان نے گزشتہ کئی برسوں تک خفیہ طور پر ایٹمی بازار لگائے رکھا جہاں سے شمالی کوریا' ایران اور لیبیا جیسے ''بدمعاش'' ملکوں کی مثلث کو ایٹمی ٹیکنالوجی فراہم کی گئی۔ تفتیشی کارروائی میں امریکی انٹیلی جنس کے اہل کار بھی شریک ہوگئے— امریکی ہفت روزہ جریدے ''نیوز ویک'' نے عراق کی موجودہ صورتِ حال پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ صدام حسین کی گرفتاری کے ایک ماہ بعد تک بھی عراق میں خودکش دھماکوں اور چھاپہ مار کارروائیوں کا سلسلہ ختم نہیں ہوسکا۔ اب تک دو سو سے زائد امریکی فوجی ہلاک ہوچکے ہیں' اس کے باوجود ''آزادیٔ عراق'' کے لئے پینٹاگون کے منصوبوں میں کوئی فرق پڑا ہے' نہ پڑے گا۔

**17** بین الاقوامی عدالت برائے انصاف نے عرب لیگ کو متاثرہ فریق تسلیم کرتے ہوئے اسے مقبوضہ فلسطین میں اسرائیل کی جانب سے متنازعہ دیوار کی تعمیر کے خلاف مقدمہ میں شریک ہونے کی اجازت دے دی— اسرائیل نے حماس کے رہنما شیخ احمد یاسین کو شہید کرنے کی دھمکی دی ہے۔ ان کے نام پر سرخ نشان لگا دیا گیا ہے' جس کے جواب میں شیخ یاسین نے کہا کہ ہم قتل کی دھمکیوں سے ڈرنے والے نہیں' کیونکہ ہم خود شہادت کی تلاش میں ہیں۔ اسرائیل اپنے عوام کو مطمئن کرنے اور اپنی ناکامیوں پر پردہ ڈالنے کے لئے بہانے بنا رہا ہے— حزب اسلامی کے سربراہ انجینئر گلبدین حکمت یار نے افغانستان کے نئے آئین کو افغان عوام کی امنگوں کے برعکس قرار دیتے ہوئے کہا کہ یہ آئین بون کانفرنس میں پہلے سے تیار شدہ افغانستان پر مسلط کر دیا گیا ہے— جنرل پرویز مشرف نے سینٹ اور قومی اسمبلی کی مشترک پارلیمنٹ سے خطاب کرتے ہوئے ان چار الزامات کا تذکرہ کیا جو دنیا پاکستان پر لگا رہی ہے اور پاکستان کو ایک لبرل' اسلامی فلاحی مملکت بنانے کا اعلان کیا۔

**18** حزب المجاہدین نے کہا ہے کہ ہم بے مقصد سیز فائر کے قائل نہیں۔ بھارتی فوج کے مقبوضہ کشمیر سے نکلنے تک جدوجہد جاری رہے گی۔ بھارت ایک طرف تو مسئلہ کشمیر کے حل کے لئے پاکستان سے مذاکرات کی بات کرتا ہے اور دوسری طرف کشمیریوں پر ظلم اور حریت پسند رہنماؤں کو شہید کر رہا ہے— امریکا نے شیخ احمد یاسین کو شہید کرنے کے منصوبے کے حوالے سے اسرائیل کو خبردار کیا ہے کہ وہ ایسے کسی اقدام کے نتائج سے خبردار رہے— پاکستان اور چین کے درمیان تیسرے روز بھی دہشت گردی کے خاتمے کے لئے مذاکرات ہوئے جن میں دونوں فریق دہشت گردی کی سرگرمیوں کے سلسلے میں معلومات کے تبادلے پر متفق ہوگئے ہیں۔

**19** بغداد میں امریکی فوج کے ہیڈ کوارٹرز پر فدائی حملے میں 2 فوجیوں سمیت 25 افراد ہلاک' 6 امریکیوں سمیت 130 افراد زخمی۔ تکریت' بصرہ اور کربلا میں بھی دھماکے اور متعدد افراد زخمی۔ عراق کے بارے میں اقوام متحدہ کا کردار خطرے میں پڑ گیا— پاکستان کے حساس اداروں نے معروف ایٹمی سائنس دان ڈاکٹر عبدالقدیر خان کے پرنسپل سٹاف آفیسر میجر (ر) اسلام الحق' بریگیڈیئر تاجور' بریگیڈیئر سجاول اور تین سائنس دانوں سمیت 8 افراد کو حراست میں لے لیا گیا— کراچی میں خفیہ اداروں نے گلستانِ جوہر کے علاقے میں چھاپہ مار کر کارروائی کر کے ''القاعدہ'' سے تعلق کے شبے میں سات افراد کو گرفتار کرلیا' جن میں دو خواتین بھی شامل ہیں۔

**20** افغانستان کے جنوبی صوبے ارزگان میں ایک گاؤں پر امریکی بمباری سے خواتین اور بچوں سمیت 11 افغان شہید اور افغانوں کی جھڑپ میں 5 امریکی ہلاک ہوئے— ایران کے صدر خاتمی کی پارٹی نے اصلاح پسندوں کے الیکشن لڑنے کے خلاف عائد کردہ پابندی ختم نہ کرنے پر انتخابات کے بائیکاٹ کی دھمکی دی ہے۔ ایران کے انتہاپسند رہنماؤں پر زور دیا گیا ہے کہ معاملے کو حل کریں' ورنہ بصورتِ دیگر وہ الیکشن کا بائیکاٹ کریں گے— سابق امریکی صدر جمی کارٹر نے کہا ہے کہ عراق میں صدر بش کی پالیسی ناکام ہوچکی ہے۔ عراق اور افغانستان پر جنگ مسلط کرنے سے دنیا میں امن کوششوں کو نقصان پہنچ رہا ہے۔ عراق میں بین الاقوامی فوج تعینات کی جائے اور عبوری حکومت اقوام متحدہ کی نگرانی میں قائم کی جائے۔

**21** اسرائیلی وزیر زراعت اسرائیل کاتز نے کہا ہے کہ انہیں مارچ میں پاکستان کا دورہ کرنے کی دعوت ملی ہے۔ انہوں نے کہا کہ یہ دورہ دونوں ملکوں میں مفاہمت و مصالحت کا عکاس ہے۔ دہشت گردی کے خلاف جنگ میں پاکستان' اسرائیل' بھارت اور امریکا ایک ساتھ کھڑے ہیں۔ پاکستان کی وزارتِ خارجہ کے ترجمان نے بتایا کہ عالمی ادارۂ خوراک و زراعت نے مارچ میں کانفرنس کے لئے وفد بھیجنے کی تجویز دی تھی' مگر مندوبین کی قومیت نہیں بتائی تھی۔ اب یہ معلوم ہونے پر کہ اسرائیلی وزیر زراعت کو بھی مندوبین میں شامل کیا گیا ہے' یہ کانفرنس پاکستان میں نہیں ہوگی۔ خان ریسرچ لیبارٹریز کہوٹہ کے زیرحراست ایٹمی انجینئر ڈاکٹر سعید احمد کو ڈیڑھ ماہ کی تفتیشی کارروائی کے بعد رہا کر دیا گیا— لبنان میں حزب اللہ کے ٹھکانوں پر اسرائیل کی شدید بمباری— اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل کوفی عنان نے عراق کی صورتِ حال کو تشویشناک قرار دیتے ہوئے غیر ملکی عملہ عراق بھجوانے سے انکار کر دیا۔

# بنی اسرائیل کی تاریخ کا آخری دور

**مسجد دارالسلام باغ جناح' لاہور میں امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید کے 16 جنوری 2004ء کے خطاب جمعہ کی تلخیص**

✿ سورۂ بنی اسرائیل کے آخری رکوع کی آیات 105 تا 109 آج ہمارے زیر مطالعہ ہیں۔ یہ رکوع بھی اس سورۂ مبارکہ کے پہلے رکوع کی طرح غیر معمولی اہمیت کا حامل ہے۔ اس رکوع میں بھی انہی مضامین کا عکس موجود ہے جو پہلے رکوع میں بیان ہوئے ہیں۔ سورۂ بنی اسرائیل کے آغاز میں آنحضور ﷺ کی بعثت تک بنی اسرائیل یعنی یہود کی دو ہزار سالہ تاریخ کے دو عروج اور دو زوال کا ذکر ہے۔ اللہ نے بنی اسرائیل کو مصریوں کی غلامی سے نجات دلا کر شریعت عطا کی اور انہیں امامت کا منصب عطا کیا۔ حضرت موسیٰ ؑ کے بعد اس امت میں اللہ نے لگا تار نبیوں کا سلسلہ جاری فرمایا۔ ان میں آخری نبی اور رسول حضرت عیسیٰ ؑ تھے۔ اس کے علاوہ نبی اور رسول کے فرق کے حوالے سے یہ بات بھی ہمارے سامنے آ چکی ہے کہ جب کوئی قوم اللہ کے رسول کا بحیثیت مجموعی انکار کر دے تو اللہ کی طرف سے اس قوم پر عذاب استیصال مسلط ہوتا ہے اور اس قوم کے ایک ایک فرد کو ہلاک کر دیا جاتا ہے۔ یہ معاملہ رسولوں کے انکار پر ہوتا ہے۔ نبیوں کے انکار پر نہیں۔ رسول دراصل کسی قوم پر اتمامِ حجت کے لئے مبعوث کیا جاتا ہے جبکہ نبیوں کا معاملہ مختلف ہوتا ہے وہ قوم کی اصلاح کے لئے مبعوث کئے جاتے ہیں۔ نبیوں کے انکار پر کبھی قوم کو ہلاک نہیں کیا گیا۔ بلکہ بہت سے نبیوں کو قتل کیا گیا لیکن قوموں پر پکڑ نہیں آئی۔ یہود نے بھی بے شمار انبیاء کو قتل کیا۔ لیکن ان پر عذاب ہلاکت نازل نہیں ہوا۔ بنی اسرائیل میں آخری رسول حضرت عیسیٰ ؑ آئے ہیں۔ یہود نے بحیثیت مجموعی انہیں اللہ کا رسول ماننے سے انکار کر دیا اور ان کے قتل کے درپے ہو گئے۔ رسولوں کے بارے میں قرآن میں آتا ہے کہ ان کے لئے یہ طے شدہ معاملہ ہے کہ ان کی لازماً مدد کی جائے گی۔ اور وہ لازماً غالب ہوں گے۔ جب یہود نے حضرت عیسیٰ ؑ کا انکار کیا تو ان پر عذاب الٰہی اس وقت نازل نہیں ہوا' بلکہ ان کی سزا کو مؤخر کر دیا گیا اور حضرت عیسیٰ ؑ کو زندہ آسمان پر اٹھا لیا گیا۔ یہ گویا ان کے لئے موقع تھا کہ درمیان میں آنحضور ﷺ کی بعثت ہونے والی ہے اگر ان پر ایمان لے آؤ گے تو یہ تمہارے سابقہ جرائم کا کفارہ بن جائے گا۔ اس بات کا سورۂ بنی اسرائیل کے پہلے رکوع میں ذکر آیا ہے کہ اب بھی تمہارا رب تم پر اپنی رحمت کے دروازے کھول سکتا ہے۔ ساتھ ہی یہ بھی واضح فرما دیا کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے حصول کا ذریعہ یہ قرآن حکیم ہے جو سیدھے راستے کی رہنمائی کرتا ہے۔ اس پر ایمان لا کر تم رب کی رحمتوں اور عنایات کے اہل بن سکو گے۔ لیکن ساتھ ہی یہ وارننگ بھی دے دی گئی کہ اگر تم نے پھر اپنی سابقہ روش یعنی سرکشی کا مظاہرہ کیا تو ہم بھی تمہارے ساتھ وہی کچھ کریں گے جس کی جھلک تم بھی اپنی دو ہزار سالہ تاریخ میں بار بار عذاب کے کوڑوں کی صورت میں دیکھ چکے ہو۔ آنحضور ﷺ کی بعثت سے قبل یہود پر آخری عذاب 70ء میں آیا تھا۔ جب ٹائٹس رومی نامی جرنیل نے یروشلم پر حملہ کیا تھا۔ تو ایک لاکھ سے زائد یہودیوں کو قتل کیا اور بچ رہنے والوں کو وہاں سے نکال دیا تھا' جبکہ بیت المقدس کو مسمار کر دیا تھا۔ اس کے بعد سے یہود پوری دنیا میں بھٹکتے رہے ہیں اور ذلت و مسکنت ان کا مقدر بنی رہی۔ اس کے بعد انہیں بیسویں صدی کے وسط تک فلسطین میں دوبارہ رہنا بسنا نصیب نہیں ہوا۔ بہر حال انہوں نے آنحضور ﷺ پر ایمان نہ آ کر اس موقع کو ضائع کر دیا اور اب ان پر وہ عذاب استیصال آنا ہے جو حضرت عیسیٰ ؑ کے انکار پر آنا تھا اور جسے مؤخر کر دیا گیا تھا۔ اس آخری رکوع کی آیت 104 میں اس بات کا اشارہ موجود ہے۔ کہ فرعون کی ہلاکت کے بعد ہم نے تمہیں زمین میں آباد کیا تھا اور جب آخری وعدہ آئے گا تو ہم تمہیں سمیٹ کر اکٹھا کر دیں گے۔ دور جدید کے بعض مفسرین کی رائے میں اس سے مراد یہ ہے کہ ڈایا سپورا کے دور کے بعد جبکہ یہود پوری دنیا میں منتشر ہو گئے تھے' قیامت سے قبل اللہ انہیں پھر ایک جگہ اکٹھا کر دیں گے۔ اسرائیل کے قیام کو اسی پر محمول کیا جا سکتا ہے کہ اب وہ ساری دنیا سے سمٹ کر پھر ایک جگہ اکٹھا ہو رہے ہیں۔ احادیث میں اس کی تفصیل موجود ہے کہ قیامت سے قبل اللہ کی اس سنت کا ظہور ہو گا کہ وہ قوم جو اپنے رسول کا انکار کر دے اس پر اس دنیا میں عذاب ہلاکت نازل ہوتا ہے۔ چنانچہ قیامت سے قبل حضرت عیسیٰ ؑ کا نزول ہو گا اور ان کے ہاتھوں یہود کو اللہ کی سزا مل کر رہے گی۔ اور ریاست اسرائیل بالآخر یہود کا وسیع تر قبرستان ثابت ہو گی۔

بہر حال حضور ﷺ کی بعثت تک یہود کی تاریخ کا ذکر پہلے رکوع میں تھا اور قیامت سے قبل ان کا جو آخری انجام ہونا ہے اس کا ذکر اس آخری رکوع میں آیا ہے۔ پہلے رکوع میں بھی بنی اسرائیل کے ذکر کے فوراً بعد قرآن کا تذکرہ تھا کہ اللہ کی رحمت کے حصول کا ذریعہ یہ قرآن ہے اگر تم اس قرآن کو تھام لو گے تو اللہ کی رحمت تمہاری دستگیری کرے گی۔ اس آخری رکوع میں بھی یہود کے ذکر کے فوراً بعد آیت نمبر 105 میں فرمایا:

> ''اور ہم نے اس قرآن کو حق کے ساتھ نازل کیا ہے اور یہ حق ساتھ ہی نازل ہوا ہے اور اے نبیؐ ہم نے آپ کو صرف خوشخبری دینے والا اور ڈر سنانے والا بنا کر بھیجا ہے''۔

یعنی ایسا نہیں ہے کہ یہ کسی کاہن کا کلام ہے یا دوسری کتابوں پر اسے قیاس کرنے لگو۔ بلکہ یہ قرآن اللہ کی طرف سے حق کے ساتھ اتارا گیا ہے اور تم تک یہ حق کے ساتھ ہی پہنچا ہے۔ یعنی یہ فیصلہ کن کلام ہے۔ جیسا کہ ایک حدیث میں ہے کہ جو لوگ اس کتاب کو تھامیں گے اللہ انہیں اس دنیا میں بھی سربلندی عطا فرمائے گا اور اس سے اعراض کی پاداش میں مسلمان قومیں ذلت اور مسکنت کے عذاب سے دوچار ہوں گی۔ آپ کا کام اس قرآن کو لوگوں تک پہنچا دینا اور اس قرآن کے حوالے سے خوشخبری یا ڈر سنانا ہے۔ کسی سے زبردستی قرآن پر عمل کروانا آپ کی ذمہ داری نہیں' آگے فرمایا:

> ''اور ہم نے اس قرآن کو تھوڑا تھوڑا کر کے نازل کیا ہے تا کہ تم لوگوں کو ٹھہر ٹھہر کر سناؤ اور ہم نے ہی اسے آہستہ آہستہ اتارا ہے''۔
> (آیت:106)

قرآن پر ایک اعتراض یہ تھا کہ یہ یکبارگی کیوں نازل نہیں ہو جاتا اور اس کی آیات تھوڑی تھوڑی کر کے کیوں نازل ہوتی ہیں۔ اس کا جواب مختلف مقامات پر دیا جاتا رہا ہے کہ اس میں بہت سی مصلحتیں ہیں۔ سورۂ فرقان میں اس اعراض کا جواب یہ دیا گیا کہ اس طرح اتارنے کا مقصد ہے کہ آپؐ کے دل کو موقع بہ موقع تقویت حاصل ہوتی رہے۔ اور یہاں فرمایا تا کہ آپؐ ٹھہر ٹھہر کر لوگوں کو اس کی آیات سنائیں یعنی جیسے جیسے حالات ہوں اس کے مطابق تھوڑی تھوڑی آیات نازل ہوں۔ اس طرح ہدایت

بہتر انداز میں منکشف ہوتی ہے۔

آگے فرمایا:

''اے نبی آپ فرما دیجئے! اس پر ایمان لاؤ یا نہ لاؤ (یہ فی نفسہٖ حق ہے) جن لوگوں کو اس سے پہلے علم (کتاب) دیا گیا جب وہ ان کو پڑھ کر سنایا جاتا ہے تو وہ ٹھوڑیوں کے بل سجدے میں گر پڑتے ہیں''۔ (آیت: 107)

اس دنیا میں انسان کا امتحان ہی یہ ہے کہ اس کے سامنے نبیوں اور رسولوں کے ذریعے صحیح راستہ واضح کر دیا اب یہ اس کی مرضی ہے کہ وہ اسے اختیار کرے یا نہ کرے۔ لیکن جو اس راہِ ہدایت کو اختیار نہ کرے گا' آخرت میں ہمیشہ کی ناکامی اس کا مقدر ہوگی۔ بہرکیف کوئی اپنی ضد یا اپنے تعصبات کی وجہ سے خواہ قرآن کا انکار کر دے لیکن اس کتاب ہدایت کی تاثیر یہ ہے کہ اہل کتاب میں سے جو مخلص علماء تھے' ان کے سامنے بھی جب قرآن کی آیات کی تلاوت کی جاتی تو وہ سجدے میں گر پڑتے اور پکار اٹھتے:

''(اور وہ کہتے ہیں) کہ ہمارا پروردگار پاک ہے بے شک ہمارے پروردگار کا وعدہ پورا ہو کر رہا' اور وہ ٹھوڑیوں کے بل سجدے میں پڑے روتے جاتے ہیں' جس کے باعث ان میں اور زیادہ عاجزی پیدا ہوتی ہے''۔

(آیات: 108-107)

یہودی علماء میں عبداللہ بن سلامؓ کی نمایاں شخصیت اس کی واضح مثال ہیں' جنہوں نے حق کو پہچان کر اسے تسلیم کیا اور آنحضور ﷺ کے صحابہؓ میں شامل ہوئے۔ مطلب یہ کہ اہلِ کتاب میں سے بھی جو مخلص لوگ ہیں' قرآن کو سن کر ان کی معرفت میں اضافہ ہوتا ہے اور پکار اٹھتے ہیں کہ ان کے رب کا وعدہ سچا ہے۔ یعنی نبی اکرمؐ کی بعثت اور قرآن مجید کا نزول اللہ کے وعدوں ہی کا ظہور ہے۔ چنانچہ ان کی خشیت اور عاجزی میں اضافہ ہوتا ہے۔ سچے اہل علم کی شان یہی ہے کہ جب ان کے سامنے اللہ کا ذکر ہو تو اللہ کی عظمت اور ہیبت سے ان کے دل دہل جائیں۔ مولانا روم نے بالکل صحیح نشاندہی کی تھی کہ ''علم را برتن زنی مارے بود'' اور ''علم را بردل زنی یارے بود'' کہ ''علم اگر انسان کے ظاہر تک محدود رہے اور محض دلیل بازی میں استعمال ہو تو یہ سانپ بن کر انسان کو ڈس لیتا ہے اور اگر علم انسان کے دل پر اثر کرے یعنی دل میں اللہ کی خشیت پیدا کرنے کا موجب بنے تو انسان کے لئے نفع بخش ہے۔

دراصل علماء یہود آنحضور ﷺ کو جانتے اور پہچانتے تھے کہ آپؐ ہی آخری نبی ہیں۔ لیکن چونکہ آپؐ کی بعثت بنی اسرائیل کی بجائے بنی اسماعیل میں ہوئی تھی۔ لہٰذا حسد اور تکبر کی وجہ سے انہوں نے آپؐ کی رسالت کا انکار کیا۔ البتہ ان میں سے جو مخلص علماء تھے وہ قرآن پر ایمان لائے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں بھی قرآن کو پوری طرح تھامنے اور اس کے حقوق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین! تاکہ اس امت کو دنیا میں بھی اس قرآن کے ذریعے سربلندی عطا ہو۔ اس رکوع کی چند آیات بقایا رہ گئی ہیں' جن میں توحید کا مضمون بیان ہوا ہے۔ آئندہ ہفتے ان آیات کا مطالعہ ہوگا ان شاء اللہ۔ (مرتب: فرقان دانش خان)

---

# عیدالاضحیٰ اور فلسفۂ قربانی

تحریر: شاہد اسلم' ناظم تربیت تنظیم اسلامی

ذی الحجہ کا مہینہ ہمیں ابوالانبیاء خلیل اللہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی زندگی کی یاد دلاتا ہے۔ جو کہ رضائے رب کے حصول کے لئے قربانیوں کی لازوال داستان ہے رمضان المبارک کا مہینہ جہاں ہمارے اندر تقویٰ اور خشیت الٰہی کے اوصاف اجاگر کرتا ہے اور آئندہ گیارہ ماہ ہمیں اللہ کے احکام پر کاربند رہنے کا سبق سکھاتا ہے' وہاں ذی الحجہ کا مہینہ اللہ کی رضا اور فلاح اخروی کے لئے ہر چیز قربان کر دینے کا درس دیتا ہے۔

دنیائے اسلام میں جو قربانی کرتے ہیں۔ اور ذبح عظیم کا جو منظر پیش ہوتا ہے وہ دراصل حضرت اسماعیل علیہ السلام کا فدیہ ہے۔ قرآن حکیم نے اس عظیم واقعے کو پیش اسلام' ایمان اور احسان قرار دیا ہے۔ سورۃ الصافات نمبر 102 تا 110۔

نبی اکرم ﷺ کو قربانی اور فداکاری کی روح پوری زندگی میں جاری و ساری رکھنے کی تعلیم دیتے ہوئے یہ ہدایت کی گئی ہے۔ ﴿قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَبِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ ○﴾

''کہہ دیجئے! میری نماز اور میری ساری عبادت اور میرا جینا اور میرا مرنا یہ سب خاص اللہ ہی کا ہے جو مالک ہے سارے جہان کا۔ اُس کا کوئی شریک نہیں اور مجھ کو اسی کا حکم ہوا ہے اور میں سب ماننے والوں میں پہلا ہوں''۔

قربانی دراصل اس عزم و یقین اور سپردگی و فدائیت کا عملی اظہار ہے کہ آدمی کے پاس جو کچھ بھی ہے وہ اللہ ہی کا ہے اور اسی کی راہ میں یہ سب قربان ہونا ہے۔ یہ بات ذہن نشین رہے کہ جانور کو ذبح کرنا ایک ظاہری عمل ہے۔ یہ ایک خول ہے۔ اس کا ایک باطن بھی ہے اور وہ تقویٰ ہے۔ چنانچہ قرآن حکیم میں قربانی کے حکم کے ساتھ متنبہ کر دیا گیا کہ ﴿لَنْ یَّنَالَ اللّٰہَ لُحُوْمُھَا وَلَا دِمَاؤُھَا وَلٰکِنْ یَّنَالُہُ التَّقْوٰی مِنْکُمْ﴾ (الحج 37)

(اللہ کو تمہارا گوشت پہنچتا ہے نہ خون۔ ہاں اس تک رسائی ہے تمہارے تقویٰ کی۔ اگر تقویٰ اور روح تقویٰ موجود نہیں۔ اگر یہ عزم اور ارادہ نہیں کہ ہم اللہ کے دین کے لئے اپنی مالی و جانی قربانی کے لئے تیار ہیں تو اللہ کے ہاں کچھ بھی نہیں پہنچے گا۔ یعنی ہمارے نامہ اعمال میں کسی اجر و ثواب کا اندراج نہیں ہوگا۔

وہ روح کیا ہے؟ وہ تو امتحان' آزمائش اور ابتلاء ہے اور اس قربانی کا تسلسل ہے جس سے سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی پوری زندگی عبارت ہے۔

اس ماہ مبارک کے لمحات میں ہم سوچیں' غور کریں اور اپنے اپنے گریبانوں میں جھانکیں کہ کیا واقعتاً ہم اللہ کی راہ میں اپنے جذبات و احساسات کی قربانی دے سکتے ہیں؟

کیا واقعتاً ہم اپنی محبوب ترین اشیاء اللہ کی راہ میں قربان کر سکتے ہیں۔ اور کیا اللہ کے دین کی خاطر اپنے وقت کا ایثار کر سکتے ہیں۔ کیا ہم اپنے ذاتی مفادات کو اللہ کے دین کی خاطر قربان کر سکتے ہیں۔ اپنے علائق دینوی، اپنے رشتے اور محبتیں اللہ کے دین کی خاطر قربان کر سکتے ہیں۔

(عیدالاضحیٰ اور فلسفہ قربانی..... بانی محترم)

اونٹوں کی قربانی پر غور کیا جائے کہ جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے سورۃ الحج میں فرمایا ہے۔ ان کے زخمی ہونے، خون بہانے، گرنے اور اللہ کی راہ میں جان دینے کے منظر کو دیکھیں۔ ایسا محسوس ہوگا کہ گویا میدان جنگ میں خدا پرستوں کی صفیں بندھی ہوئی ہیں۔ ان کے حلقوں اور سینوں میں تیر (گولیاں) پیوست ہو رہے ہیں۔ خون کے فوارے چھوٹ رہے ہیں۔ لالہ زار زمین ان کی جان نثاری کا ثبوت دے رہی ہے اور وہ ایک ایک کر کے اللہ کے دین کی سربلندی کے لئے اللہ کے قدموں میں گر کر اپنی جانیں پیش کر رہے ہیں۔

محترم رفقاء! ذی الحجہ کا مہینہ ہمیں نبی اکرم ﷺ کے اُس جامع خطبہ کی طرف بھی متوجہ کرتا ہے جو آپ نے حجۃ الوداع کے موقع پر ارشاد فرمایا تھا۔ اپنی جان کو اللہ کے دین کی خاطر لگانے اور کھپا دینے کے ساتھ پوری زندگی میں اُس کے احکامات پر کاربند رہنے کی طرف مذکورہ خطبہ بہترین راہنمائی دیتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہؓ کے سامنے فرمایا:

''تمہارا خون اور تمہارا مال ایک دوسرے پر اسی طرح حرام ہے جس طرح تمہارے آج کے دن کی رواں مہینے کی اور موجودہ شہر کی حرمت ہے۔ سن لو! جاہلیت کی ہر چیز میرے پاؤں تلے روند

# پٹرول بم

## وسیع پیمانے پر تباہی پھیلانے والا مہلک ہتھیار

**ایوب بیگ مرزا**

قارئین یہ جان کر یقیناً حیران ہوں گے کہ راقم جب کبھی اخبارات میں اس قسم کی خبریں پڑھتا ہے کہ پرائس کنٹرول کمیٹی نے اتنے پرچون فروش گراں فروشی کے الزام میں گرفتار کر لئے ہیں یا فلاں سرکاری اہلکار رشوت لیتے ہوئے رنگے ہاتھوں گرفتار ہو گیا تو سخت دکھ ہوتا ہے۔ کرپٹ سرکاری اہلکار سے اس لئے ہمدردی ہے کہ جب سرکاری ملازمین کی بھاری اکثریت اپنے محکمے کو ایک مارکیٹ اور اپنے دفتر کو اپنی دکان سمجھتا ہے' عوام الناس سے ان کی مجبوریوں کے عوض منہ بولے دام وصول کرتا ہے۔ بالائی گریڈ والے تو اپنے دستخطوں کی اتنی بڑی قیمت وصول کرتے ہیں کہ بلند و بالا عمارتوں کی قیمتیں بھی ہیچ نظر آتی ہیں۔ ایسے میں لاکھوں میں ایک کو پکڑنے سے کیا سنور جائے گا' جبکہ یہ اہلکار تو کسی پالیسی ساز یا فیصلہ کن سیٹ پر متمکن نہیں ہوتا لہٰذا سوائے اس کے کچھ حاصل نہیں ہوتا کہ اس بیچارے کے گھر میں رونا دھونا پڑ جاتا ہے۔ وہ اکثر قاصد' کلرک یا زیادہ سے زیادہ انسپکٹر یا سپرنٹنڈنٹ ہوتا ہے جس کی کرپشن' اچھا کھانے پینے اور پہننے سے آگے نہیں بڑھ سکتی۔ جبکہ اعلیٰ سرکاری آفیسر اپنے کئی ایکڑوں میں پھیلے ہوئے بنگلے میں نفیس اور گداز صوفوں میں دھنسے ہوئے معاشرے میں پھیلی ہوئی برائیوں پر انگریزی میں تبصرہ کرتے رہتے ہیں۔ گراں فروشی کے الزام میں گرفتار ہونے والا بہت ہی قابل رحم ہے۔ صوبائی حکومتیں سال میں ساڑھے تین سو دن مہنگائی کی طرف کوئی توجہ نہیں دیتی۔ وہ مارکیٹ میں ہونے والے اتار چڑھاؤ سے لاتعلق رہتی ہے' لیکن سال میں ایک مرتبہ اچانک ان کے پیٹ میں عوامی ہمدردی کا مروڑ اٹھتا ہے اور مہنگائی اور گراں فروشی کے خلاف مہم شروع ہو جاتی ہے۔ اور ملک بھر سے دو چار سو پرچون فروش گرفتار کر لئے جاتے ہیں۔ چند دن کے لئے ان کی ضمانت بھی نہیں منظور کی جاتی' پھر چند روز یہ ڈرامہ رچا کر حکومت دوسرے مشاغل میں مصروف ہو جاتی ہے۔ چھپن سال میں کسی بھی حکومت نے یہ ضرورت محسوس نہیں کی کہ وہ کوئی تحقیقاتی کمیشن قائم کرے کہ معاشرے میں یہ جرائم کیوں پھیل رہے ہیں۔ اس کے بنیادی محرکات کیا ہیں اور پھر تجویز کرے کہ اس سماجی برائی سے کیسے چھٹکارا حاصل کیا جائے۔

گراں فروشی کے خلاف حکومتی مہم خاصی مضحکہ خیز ہے کیونکہ اصل گراں فروش خود حکومت ہے۔ پٹرولیم کی مصنوعات' بجلی اور مواصلات کا نظام مکمل طور پر حکومت کے کنٹرول میں ہے' وہی ان کے ریٹ وغیرہ مقرر کرتی ہے۔ یہ وہ بنیادی اشیاء ہیں جن پر معیشت کا پہیہ گھومتا ہے۔ ہماری حکومتیں ہر دوسرے روز ان کی قیمتوں میں اضافے کا اعلان کر دیتی ہیں خصوصاً موجودہ حکومت تو اس معاملے میں کئی ریکارڈ قائم کر چکی ہے۔ ستم بالائے ستم یہ کہ ہر حکومت ان بنیادی چیزوں کی قیمتوں میں اضافہ کرنے کے ساتھ یہ اعلان کرنا اپنا فرض سمجھتی ہے کہ اس اضافے سے عام آدمی کی زندگی بالکل متاثر نہیں ہو گی' اس پر عام آدمی خون کے گھونٹ پی کر رہ جاتا ہے۔ سب سے بڑا ظالم اور سنگین مذاق جو موجودہ حکومت نے عوام کے ساتھ کیا ہے وہ یہ کہ پٹرولیم کی مصنوعات میں کمی بیشی کا اختیار تیل کمپنیوں کے کنسورشیم کو دے دیا ہے جو ایک ماہ میں دو مرتبہ ان قیمتوں پر نظر ثانی کرتا ہے۔ سال میں ایک آدھ مرتبہ قیمتیں کم کر کے عوام کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اکثر ہر پندرہ روز بعد ان میں اضافہ کر دیا جاتا ہے۔

تیل آج کی دنیا میں ہر شخص کی زندگی میں سب سے اہم اور سب سے زیادہ رول ادا کرتا ہے۔ آج انسانی زندگی میں پٹرول کی حیثیت چکی کی اس کیل کی سی ہے جس کے گرد چکی گھومتی ہے۔ پٹرول اور ڈیزل کی قیمتوں میں اضافے سے بجلی کی قیمتوں میں اضافہ ناگزیر ہو جاتا ہے۔ بجلی کی قیمت میں براہِ راست اضافہ بھی کر دیا جاتا ہے۔ ان اضافوں سے ٹرانسپورٹ کے کرایوں میں اضافہ کر دیا جاتا ہے۔ صنعت کار اپنے مال کی قیمت میں اضافہ کر دیتا ہے۔ یہ سارا بوجھ غریب آدمی پر منتقل ہو جاتا ہے۔ حکومت جب عوام میں بے چینی کا خطرہ محسوس کرتی ہے تو عوام کی توجہ دوسری طرف موڑنے کے لئے چھوٹے چھوٹے دکانداروں کو گرفتار کر کے عوام کو جھوٹی تسلی دینے کی کوشش کرتی ہے۔ حالانکہ خود چھوٹے دکاندار اس گرانی سے متاثر ہوتے رہتے ہیں۔ متوسط طبقہ جو سب سے زیادہ مظلوم طبقہ ہے' جو موٹر سائیکل اور سکوٹر اس کی سواری ہے' روز بروز مہنگائی نے متوسط طبقے کے لئے یہ سواری بھی ناقابلِ استعمال بنا دی ہے۔ کسی زمانے میں جب پٹرول گیلن کے پیمانے سے ناپ تول کر فروخت ہوتا تھا حکومت پچیس یا پچاس پیسہ فی گیلن قیمت میں اضافہ کرتی تھی تو اس پر شدید تنقید کی جاتی تھی۔ یاد رہے کہ ایک گیلن ساڑھے چار لیٹر کے مساوی ہوتا ہے۔ پٹرول کی قیمت میں حالیہ اضافہ ایک روپیہ ستر پیسہ کیا گیا یعنی 7-65 روپے فی گیلن۔ ان کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ اسی تناسب سے بقایا اشیاء کی قیمتوں میں بھی اضافہ خود بخود ہو جائے گا جو غریب عوام کے ساتھ اتنا بڑا ظلم ہے جس کی مذمت کے لئے راقم کے پاس الفاظ نہیں ہیں۔ راقم کے نزدیک عوام پر پٹرول بم پھینک کر ان کے آشیانے جلا کر خاکستر کرنے کی رسوا کن کوشش کی گئی ہے۔ یہ دہشت گردی کی بدترین اور انتہائی قابل مذمت حکومتی کارروائی ہے۔ دہشت گردی کے خلاف جہاد میں امریکہ کی اتحادی حکومت یہ کیوں نہیں سوچتی کہ جب کسی کو دیوار کے ساتھ لگا دیا جائے تو مرتا کیا نہ کرتا کہ اصول کے تحت انسان ہر قدم اٹھانے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ انسانی زندگی کو اگر اس قدر دشوار بنا دیا جائے گا جب خود زندگی کو طوق بنا کر انسان کی گردن میں ڈال دیا جائے گا تو وہ مرنے مارنے پر کیوں نہ تل جائے گا ہماری حکومت کیوں نہیں سمجھتی کہ جس شخص کے لئے اپنی زندگی کا بوجھ ناقابل برداشت ہو جائے وہ دوسروں کی زندگی کے لئے کس قدر خطرناک ہو جاتا ہے۔ آج کی سپریم پاور جو آسمانوں میں چاند اور مریخ کو مسخر کر رہی ہے جو زمین کے اندر موجود دھاتوں کا وزن بغیر نکالے تول کر بتا دیتی ہے جو پتھروں میں رینگنے والے کیڑوں کی نقل و حرکت سے باخبر ہونے کا دعویٰ کرتی ہے' وہ عراق میں خودکش حملوں کے ہاتھوں کیوں عاجز ہے۔ اس لئے کہ سر پر کفن باندھے ہوئے شخص کو کوئی ٹیکنالوجی شکست نہیں دے سکتی۔ حکومت انتہائی بھونڈے انداز میں سوچے سمجھے بغیر ضروریاتِ زندگی کو عام آدمی کی پہنچ سے باہر کر کے درحقیقت وہ خودکش حملہ آور' دہشت گرد پیدا کر رہی ہے اس لئے کہ دہشت گردی ہی دہشت گرد پیدا کرتی ہے۔ اسرائیل کے صیہونیوں نے فلسطینیوں کو دہشت گردی کے انداز سکھائے۔ امریکہ نے عراق میں خودکش حملہ آوروں کو

جنم دیا۔ خدارا یہ جاننے اور سمجھنے کی کوشش کریں کہ آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک' جن کے مشوروں پر پٹرول اور بجلی کے نرخ آپ سوچے سمجھے بڑھا دیتے ہیں وہ صرف عوام کے ہی نہیں' آپ کے دشمن بھی ہیں۔ عوام کو اس سے غرض نہیں کہ زرمبادلہ کے ذخائر 12 ارب ڈالر سے بھی بڑھ گئے ہیں یا ہماری برآمدات کی مد دس ارب ڈالر سے کراس کر گئی ہے بلکہ ایسے اعداد و شمار کی تشہیر کرنا عوام کے زخموں پر نمک چھڑکنے کے مترادف ہے۔ جنرل مشرف صاحب بلکہ اب پارلیمنٹ کے چنیدہ صدر مشرف صاحب! اگر آپ کی اس منطق کو درست بھی تسلیم کر لیا جائے کہ معیشت کے مستقل استحکام کے لئے ہمیں یہ قربانی دینی ہوگی اور اشیاء کی قیمتیں کم کرنے اور تنخواہیں بڑھانے سے وقتی طور پر عوام کو ریلیف تو مل جائے گا لیکن ملک کی معیشت کی بنیاد غیر مستحکم ہوگی اور معیشت جلد کھوکھلی ہو جائے گی۔ اس عوامی + فوجی حکومت سے غریب عوام کا یہ سوال ہے کہ یہ جو سال بھر اسمبلی میں ڈیسک بجانے والوں کی مراعات اور تنخواہیں صد فیصد بڑھا دی گئی ہیں' یہ جو اتنے بڑے حجم کی کابینہ بنائی گئی ہے کہ اس کے اجلاس کے لئے سیکرٹریٹ کی نہیں سٹیڈیم کی ضرورت ہے' یہ جو پارلیمانی سیکرٹریوں کی فوج ظفر موج بنائی گئی ہے جن کے لئے دفاتر مہیا کرنا بھی دشوار ہو گیا ہے اور یہ بوڑھے ریٹائرڈ فوجیوں کو لاکھوں روپے کی تنخواہیں دے کر حکومت میں کھپایا جا رہا ہے اور یہ جو چودہ چودہ لاکھ روپے ماہانہ کی تنخواہ دے کر اقوام متحدہ سے مالیاتی مشیروں کو طلب کر کے کنٹریکٹ پر رکھا جا رہا ہے' کوئی نہیں جانتا کہ آج ایک جرنیل اور ایک جج حکومت کو کس بھاؤ پڑتا ہے۔ اس کا تو حساب لگانا بھی خاصا دشوار ہے۔

حکام محترم سے درخواست ہے کہ وہ غور کرے کہ کیا یہ اربوں روپے کی بچت کر کے عوام کو ریلیف نہیں دیا جا سکتا تھا؟ مہنگائی اور گرانی جب تمام حدود عبور کر جاتی ہے تو بھوک اور افلاس انسان کو جنونی بنا دیتی ہے ایک جنونی سے آپ کیا توقع رکھتے ہیں۔ خالی پیٹ جنونی کسی وقت بھی خونی بن سکتا ہے۔ اس ملک میں ایسے لوگوں کی کمی نہیں ہے جو طبقاتی نفرت کا بیج بو کر ذاتی مفادات حاصل کرنا چاہتے ہیں یا غیروں کے مفادات پورا کرنا چاہتے ہیں۔ حکومت نے پٹرولیم کے نرخوں کے تعین کا اختیار بعض نجی تیل کمپنیوں کو دے کر بہت بڑی غلطی بلکہ حماقت کا ارتکاب کیا ہے۔ یہ کمپنیاں اپنی تجوریاں بھرنے کے لئے غریب عوام کا خون چوس رہے ہیں جس سے عوام میں حکومت کے خلاف نفرت پیدا ہو رہی ہے۔ حکومت کو اس بات سے دھوکہ نہیں کھانا چاہئے کہ عوام ان اضافوں کے خلاف سڑکوں پر نہیں نکل رہے۔ ان اضافوں سے عوام میں بڑا اشتعال پھیل رہا ہے۔ غربت' بے روزگاری' مہنگائی اور گرانی اور اس کے نتیجہ میں بھوک اور افلاس ایک ایسا لاوا کی شکل اختیار کر رہے ہیں جو کسی وقت بھی پھٹ سکتا ہے۔ حکومت کا اپنی عوام پر پیٹرول بم سے حملہ یقیناً بدترین ریاستی دہشت گردی ہے۔ کہنے والے کہتے ہیں کہ اللہ کفر کی حکومت سے اغماض برت لیتا ہے ظلم کی حکومت کو برداشت نہیں کرتا۔

یہ کالم راقم نے اپنے ایک محلہ دار کی فرمائش پر لکھا ہے جو سرکاری ملازم ہونے کے باوجود پٹرول کی قیمت میں اضافے پر مسجد میں حکومت کو بددعائیں دے رہا تھا۔ ❁

# حرام کھانے اور پہننے والے کی دعائیں قبول نہیں ہوتیں

## (روایت صحیح مسلم شریف)

**حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لوگو! اللہ تعالیٰ پاک ہے وہ صرف پاک ہی کو قبول کرتا ہے اور اس نے اس بارے میں جو حکم اپنے پیغمبروں کو دیا ہے وہی اپنے سب مومن بندوں کو دیا ہے۔ پیغمبروں کے لئے اس کا ارشاد ہے: "اے رسولو! تم کھاؤ پاک اور حلال غذا' اور عمل کرو" صالح اور اہل ایمان کو مخاطب کر کے اس نے فرمایا: "اے ایمان والو! تم ہمارے رزق سے حلال اور طیب کھاؤ اور حرام سے بچو"۔ اس کے بعد حضور ﷺ نے ذکر فرمایا ایک ایسے آدمی کا جو طویل سفر کر کے کسی مقدس مقام پر ایسی حالت میں جاتا ہے کہ اس کے بال پراگندہ ہیں' جسم اور کپڑوں پر گرد و غبار ہے اور آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر دعا کرتا ہے' اے میرے رب! اے میرے پروردگار' اور حالت یہ ہے کہ اس کے کھانا حرام ہے اس کا پینا حرام ہے اس کا لباس بھی حرام ہے اور حرام غذا سے اس کی نشو و نما ہوئی ہے تو اس آدمی کی دعا کیسے قبول ہو؟**

### عید الاضحیٰ اور فلسفۂ قربانی (بقیہ از صفحہ 6)

دی گئی۔ جاہلیت کے خون بھی ختم کر دیئے گئے اور ہمارے خون میں سے پہلا خون جسے میں ختم کر رہا ہوں وہ ربیعہ بن حارث کے بیٹے کا خون ہے۔ اور جاہلیت کا سود ختم کر دیا گیا اور ہمارے سود میں سے پہلا سود جسے میں ختم کر رہا ہوں وہ عباس بن عبدالمطلب کا سود ہے۔ اب یہ سارے کا سارا سود ختم ہے۔ ہاں! عورتوں کے بارے میں اللہ سے ڈرو۔ کیونکہ تم نے انہیں اللہ کی امانت کے ساتھ لیا ہے اور اللہ کے کلمے کے ذریعے حلال کیا ہے۔ ان پر تمہارا حق یہ ہے کہ وہ تمہارے بستر پر کسی ایسے شخص کو نہ آنے دیں جو تمہیں گوارا نہیں۔ اگر وہ ایسا کریں تو تم انہیں مار سکتے ہو۔ لیکن سخت نہ مارنا، اور تم پر ان کا حق یہ ہے کہ تم انہیں معروف کے ساتھ کھلاؤ اور پہناؤ۔ اور میں تم میں ایسی چیز چھوڑے جا رہا ہوں کہ اگر تم نے اُسے مضبوطی سے پکڑے رکھا تو اس کے بعد ہرگز گمراہ نہ ہو گے اور وہ ہے اللہ کی کتاب۔ لوگو! یاد رکھو! میرے بعد کوئی نبی نہیں اور تمہارے بعد کوئی اُمت نہیں۔ لہٰذا اپنے رب کی عبادت کرنا، پانچ وقت کی نماز پڑھنا، رمضان کے روزے رکھنا، خوشی خوشی اپنے مال کی زکوٰۃ دینا، اپنے پروردگار کے گھر کا حج کرنا اور اپنے حکمرانوں کی اطاعت کرنا۔ ایسا کرو گے تو اپنے پروردگار کی جنت میں داخل ہو گے"۔

اور تم سے میرے متعلق پوچھا جانے والا ہے، تو تم لوگ کیا کہو گے؟ صحابہ نے کہا ہم شہادت دیتے ہیں کہ آپ نے تبلیغ کر دی، پیغام پہنچا دیا اور خیر خواہی کا حق ادا فرما دیا۔

یہ سن کر آپ نے انگشت شہادت کو آسمان کی طرف اٹھایا اور لوگوں کی طرف جھکاتے ہوئے تین بار فرمایا اے اللہ گواہ رہ۔"

اللہ ہمیں اپنے مشن کو سمجھنے اور اسے برپا کرنے کے لئے تن من دھن لگانے کی توفیق دے آمین۔

# مردِ مومن مردِ حق

# جنرل محمد حسین انصاری

دین دار اور بہادر جرنیل محمد حسین انصاری صاحب کی رحلت پر حلقہ تنظیم اسلامی لاہور کے ناظم نشر و اشاعت وسیم احمد صاحب کی ایک غم انگیز تحریر۔ جنرل صاحب ''ندائے خلافت'' کے مدیر ''تنظیم اسلامی'' کے مرکزی ناظم نشر و اشاعت اور ''تحریکِ خلافت'' کے ناظمِ اعلیٰ کی حیثیت سے انتہائی صدق دلی اور شوق و ذوق سے خدمات انجام دیتے رہے ہیں۔ ادارے کے تمام ارکان مرحوم کی مغفرت کے لئے دعاگو اور ان کے لواحقین کے غم میں برابر کے شریک ہیں۔ (ادارہ)

مولانا عبدالستار نیازی، شاہ احمد نورانی، ڈاکٹر اسرار احمد، قاضی حسین احمد کے شانہ بشانہ دین اسلام کی خدمت کرنے والے 80 سالہ مجاہد جرنیل سانس کی تکلیف کے باعث مختصر علالت کے بعد 14 جنوری کی شام CMH لاہور میں اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ 1965ء کی جنگ کے دوران کھیم کرن اور 71ء کی جنگ میں مشرقی پاکستان کے محاذ پر دشمن کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر لڑنے والے بہادر جرنیل آخری دم تک دو تہائی اکثریت کے زعم میں مبتلا اپنے حواریوں کو ناجائز پلاٹ الاٹ کرنے والے حکمران سے عدالتی جنگ لڑتے رہے۔ وہ ایک ہونہار طالبعلم، محبِ وطن پاکستانی، بہادر جرنیل، ایماندار بیوروکریٹ اور باعمل عالمِ دین کی حیثیت سے ہمارے دلوں میں ہمیشہ زندہ رہیں گے۔ مندرجہ بالا اوصاف زیبِ داستان کے لئے درج نہیں کئے گئے بلکہ ان سب کے پس منظر میں نہایت ایمان افروز واقعات کا عمل دخل ہے۔ زمانہ طالب علمی سے شروع کرتے ہیں۔ سیالکوٹ کے قریبی گاؤں (کوٹلی لوہاراں) کے جوہڑ میں ایک بچہ ڈوب رہا تھا، قریبی پرائمری سکول کے اساتذہ اور بچے افسردہ نگاہوں سے اسے ڈوبتے ہوا دیکھ رہے تھے اچانک ایک چوتھی جماعت کے بچے نے کپڑوں سمیت جوہڑ میں چھلانگ لگا دی اور بچے کو زندہ باہر نکال لایا۔ سب بچوں نے تالیاں بجائیں۔ ہیڈ ماسٹر نے شاباش دی اور اس بچے کو انصاری کا خطاب دیا۔ بچے کا نام محمد حسین تھا۔ سکول کے بچے اسے انصاری کے نام سے پکارنے لگے۔ اس ہونہار طالب علم نے استاد کے دیئے ہوئے خطاب کو مرتے دم تک اپنے نام کا حصہ بنائے رکھا۔ ان کی وطن سے محبت اور میرٹ کی بنیاد پر کام کرنے کا اندازہ آپ اس بات سے لگا سکتے ہیں کہ انہیں دو دفعہ LDA کا ڈائریکٹر جنرل بنایا گیا۔ یہ اعزاز شاید ہی کسی اور شخص کو ملا ہو۔ مرحوم 8 سال تک پوری ایمانداری اور خلوص نیت سے خدمات انجام دیتے رہے۔ LDA کی روایت اور قانون کے مطابق ڈائریکٹر جنرل ایک کنال کے پلاٹ کا حق دار ہوتا ہے جو انہوں نے یہ کہہ کر لینے سے انکار کر دیا کہ ''تنخواہ میرا حق تھا پلاٹ میرا حق نہیں ہے''۔ بالکل اسی طرح جیسے فوج سے ریٹائرمنٹ کے وقت ایک جرنیلی پلاٹ کو یہ کہہ کر لینے سے انکار کر دیا تھا کہ ''ریٹائرمنٹ کے وقت ایک عام افسر، صوبیدار یا حوالدار کو پلاٹ نہیں ملتا تو میں کیسے اس پلاٹ کا حقدار ہوں''۔ حکومت نے جنرل انصاری صاحب کو جنگ میں بہادری اور شجاعت سے لڑنے پر ستارہ جرأت اور بطور میجر جنرل ہلال جرأت سے نوازا۔ ''مردِ مومن مردِ حق'' کا خطاب اگر میرٹ کی بنیاد پر ملتا تو بلاشبہ وہ بھی جنرل انصاری کے حصے میں آتا۔ مرحوم جتنا عرصہ LDA کے ڈائریکٹر جنرل رہے عوامی خدمت کا حق ادا کیا۔ ان تک پہنچنے کے لئے سائلین کو کسی چٹ یا سفارش کی ضرورت نہ پڑتی تھی بلکہ LDA پلازہ کے برآمدے میں سب سے پہلے کمرے میں موجود ہوتے تھے تاکہ ہر ملازم پر نظر رکھی جا سکے اور سائلین بھی جب چاہیں برآمدے میں بیٹھے ڈائریکٹر جنرل سے شکوہ و شکایت اور ملاقات کر سکیں۔ لاہور کے شہریوں کو علامہ اقبال ٹاؤن جیسی بڑی رہائشی سکیم، گلشن پارک اور ماڈل ٹاؤن جیسے سرسبز باغ آباد کر کے دینے والا ایماندار بیوروکریٹ خود لاہور سے 25 کلومیٹر دور بھٹہ چوک کے قریب گلشن علی کالونی میں 6 مرلے کے سنگل سٹوری گھر میں درویشانہ زندگی گزارتا رہا۔ ملازمین LDA بتاتے ہیں کہ جس دن ڈائریکٹر جنرل LDA کا چارج چھوڑا سرکاری گاڑی دفتر میں چھوڑ کر خود ویگن میں واپس گھر گئے۔ بہادری کا عالم یہ تھا کہ 71ء کی جنگ میں شدید گولہ باری کے دوران اگلے مورچوں کے دورے کے دوران نماز عصر کا ٹائم ہوا تو اپنے ماتحت افسر کو جائے نماز لانے کا کہا اس نے بڑے احترام سے عرض کی ''سر باہر گولہ باری ہو رہی ہے آپ مورچے میں نماز پڑھ لیں''۔ جنرل انصاری مسکرائے اور کہا کہ ''زندگی موت تو اللہ کے ہاتھ میں ہے اللہ کی نماز خوف میں نہیں پڑھنی چاہئے مجھے جائے نماز دو میں باہر ہی نماز ادا کروں گا''۔ ان کے باعمل عالم دین ہونے کا اندازہ اس واقعہ سے لگایا جا سکتا ہے کہ سرکاری حج پر جانے والی آفر یہ نوٹ لکھ کر واپس بھجوا دی کہ ''حج اللہ تعالیٰ کی طرف سے فریضہ ہے جو رزق حلال کی بچت اور جمع پونجی سے ہونا چاہئے۔ سرکاری رقم سے فریضہ حج ادا نہیں ہوتا کیا یہ ممکن ہے کہ حکومت میری طرف سے نماز، روزہ اور زکوٰۃ بھی ادا کرے ایسا حج شرعاً جائز نہیں''۔ مرحوم جنرل صاحب بانیٔ تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد کی بہت قدر کرتے اور رفقاء تنظیم اسلامی سے خصوصی شفقت کا مظاہرہ کیا کرتے تھے۔ راقم جب بھی کسی سیمینار میں شرکت کے لئے فون کرتا۔ پروگرام کی تفصیلات سننے کے بعد فرماتے ''ٹھیک ہے میں حاضر ہو جاؤں گا''۔ ہمیشہ ٹھیک وقت پر پروگرام میں تشریف لاتے اور اختتام تک شریکِ محفل رہتے۔ کچھ عرصہ قبل ہمدرد سینٹر لٹن روڈ پر منعقدہ سیمینار میں شرکت کے لئے تشریف لائے۔ سیڑھیاں چڑھتے ہوئے تھوڑا سانس پھول گیا۔ راقم نے بے تکلفی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا جنرل صاحب لگتا ہے آپ بوڑھے ہو گئے ہیں مجھے حکم دیتے میں آپ کو لفٹ کے ذریعے لے آتا۔ مسکراتے ہوئے جرنیلی شان سے میری طرف دیکھا اور کہنے لگے ''برخوردار اتنا بھی بوڑھا نہیں ہوا کہ چند سیڑھیاں نہ چڑھ سکوں''۔ مذکورہ پروگرام کی اختتامی دعا کے لئے جنرل صاحب نے ہاتھ اٹھائے تو اپنے مخصوص درویشانہ اور انتہائی دلنشین انداز دعا کی وجہ سے حاضرین کو رلا دیا۔

قارئین جنرل صاحب آج ہم میں نہیں ہیں۔ آیئے انہیں کے انداز میں اللہ کے حضور عاجزی کے ساتھ ان کی مغفرت کے لئے دعا کریں۔ یا رحمٰن یا رحیم یا غفور یا کریم یا علیم یا حی یا قیوم یا مالک الملک یا رب العالمین ہمارے پیارے جنرل صاحب کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرما۔ ان کی قبر کو جنت کے باغوں میں سے ایک باغ بنا۔ ان کے درجات بلند فرما اور ان کے تمام پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرما۔ آمین ثم آمین۔

# ایک یہودی پروفیسر سے ملاقات

تحریر: عطا الرحمن

ترکی' امریکہ اور برطانیہ کے دانشوروں' مفکروں اور پروفیسروں کا نو رکنی وفد ڈاکٹر پروفیسر ابراہیم ابوربیع کی قیادت میں ''مرکزی انجمن خدام القرآن' لاہور'' کے صدر مؤسس ڈاکٹر اسرار احمد صاحب سے جنوبی ایشیا میں فکری تحریکات' دنیائے اسلام میں تجدید و نشاۃ کی احیائی تحریکات' اسلام کے سیاسی و معاشی نظام' پاکستان اور عصرِ حاضر کے دیگر اہم پیش آمدہ مسائل پر سہ روزہ ''راؤنڈ ٹیبل'' مذاکرات کے لئے جمعہ 9/ جنوری کو لاہور پہنچا۔ ڈاکٹر صاحب موصوف نے اپنے چھ خطبات میں ارکانِ وفد کو بڑی وضاحت و جامعیت سے اپنے خیالات و افکار سے نوازا اور ان کے استفسارات و تنقیدات کی گرہ کشائی کی۔ 12/ جنوری کو ''انجمن'' کے ایک عشائیہ میں پاکستان کے منتخب دانشوروں اور صحافی حضرات کو بھی مدعو کیا گیا تھا۔ ''نوائے وقت'' کے مشہور اور فاضل تجزیہ نگار جناب عطا الرحمٰن کی تحریر ہے جو یہاں ان کے شکریئے کے ساتھ ہدیۂ قارئین ہے۔ (ادارہ)

ڈاکٹر اسرار احمد کی تنظیم اسلامی کی شمالی امریکہ کی شاخ نے **11** ستمبر کے بعد پیدا ہونے والے ماحول سے عہدہ برا ہونے کیلئے ایک کام یہ کیا کہ عیسائیت و یہودیت کے ماہرین اور دیگر امریکی دانشوروں کے اسلامی سکالرز کے ساتھ مکالمے اور باہمی مفاہمت کی فضا پروان چڑھانے کی خاطر امریکہ کے **13** منتخب مذہبی اور علوم حاضرہ کے ماہرین کو پاکستان آنے کی دعوت دی۔ ان کی لاہور کے ایک ہوٹل میں تین روز تک ڈاکٹر اسرار احمد کے ساتھ افہام و تفہیم کی طویل نشستیں منعقد ہوئیں۔

ڈاکٹر صاحب نے اسلام کی عبادیات' اس کے سیاسی' اقتصادی' سماجی و خاندانی نظام' دورِ حاضر کو درپیش مسائل اور ان کے بارے میں قران و سنت کا نقطہ نظر' کے موضوعات پر تفصیلی لیکچر دیئے۔ سوالات و جوابات کی نشستیں ہوئیں جن میں جہاد کے متعلق اٹھائے جانے والے سوالات اور اس ضمن میں ڈاکٹر صاحب کا اسلامی نکتہ نظر بھی تھا۔ امریکہ سے آنے والے شرکاء میں ایک فلسطینی سکالر ڈاکٹر ابراہیم ابوربیع ہیں جو وہاں اسلام اور مغرب کے درمیان مکالمے کو فروغ دینے کے لئے صبح شام مصروف ہیں۔ اس وفد کے روح رواں بھی وہی ہیں۔ گزشتہ موسم سرما میں بھی پاکستان آئے تھے اور لاہور و اسلام آباد کراچی وغیرہ میں ان کے لیکچر ہوئے۔ ان کے علاوہ امریکی یونیورسٹیوں سے تعلق رکھنے والے تاریخ' سیاسیات اور الٰہیات کے کچھ پروفیسر ہیں جن میں ایک صاحب یہودی مذہب سے تعلق رکھتے ہیں' ایک عیسائی پادری بھی ہیں۔ علاوہ ازیں سفید نسل کی ایک امریکی خاتون بھی وفد کی رکن ہیں جنہوں نے اسلام قبول کرلیا ہے اور اب امریکہ میں اسلامی تعلیمات اور تہذیبی اقدار کے بارے میں شعور کو عام کرنے کے مشن کو اپنائے ہوئے ہیں۔ سردار نرمل سنگھ جو پیشے کے لحاظ سے انجینئر ہیں' **57** برس قبل لاہور کے شہری تھے۔ پھر بھارت چلے گئے۔ اعلیٰ سرکاری ملازمت سے ریٹائر ہونے کے بعد امریکہ میں بس گئے۔ سکھ مذہب کی روحانی اقدار پر ایک کتاب کے مصنف ہیں۔ آج کل بین المذاہب ہم آہنگی (Interfaith Harmony) سے متعلقہ سرگرمیوں میں مصروف رہتے ہیں۔ **57** برس کے بعد چونکہ لاہور میں پہلی مرتبہ آئے ہیں' لہٰذا جوانی کے شہر کے بارے میں ان کے جذبات دیدنی تھے۔ ان سب کے علاوہ ترکی کی اسلامی جماعت یعنی نوری تحریک کے موجودہ قائد ڈاکٹر فارس کایا بھی شامل وفد ہیں۔

ان حضرات نے اسلام کے بنیادی موضوعات اور دورِ حاضر سے متعلقہ مسائل کے بارے میں ڈاکٹر اسرار احمد کی زبان سے کیا کچھ سنا' کیا سوالات کئے' کس قسم کے جوابات ملے' ان کے فہم اسلام میں کہاں تک اضافہ ہوا' اس کے بارے میں' میں کچھ نہیں کہہ سکتا کیونکہ میں ان نشستوں میں شریک نہیں تھا لیکن یہ کوشش ہے بہت مبارک اور لمحہ موجود کی بہت بڑی ضرورت۔ پیر **12** جنوری کی شب ڈاکٹر صاحب کی تنظیم نے ان مہمانوں کے ساتھ شہر کے کچھ دانشوروں' صحافیوں اور دیگر احباب کے ساتھ کھانے کا اہتمام کر رکھا تھا جہاں ان خواتین و حضرات کے ساتھ تعارف کی مسرت حاصل ہوئی۔ ہر ایک نے باری باری مائیک پر آ کر اپنے جذبہ تشکر و امتنان کا اظہار کیا اور بتایا کہ انہیں مسلمانوں کے معروف و ممتاز ملک پاکستان آ کر کتنی خوشی ہوئی ہے۔ نیز اسلام اور اسلامی تہذیب و ثقافت کے بارے میں پیدا ہونے والے سوالات کا ایک اسلامی سکالر سے براہ راست جواب پا کر اسلام کو مزید سمجھنے میں انہیں خاصی مدد ملی ہے اور یہ کہ ان کے خیال میں **11** ستمبر کے بعد اس قسم کے مذاکروں اور مکالموں کی ضرورت میں کتنا اضافہ ہوا ہے۔ کھانے میں چونکہ ابھی کچھ دیر تھی اس لئے منتظمین نے جناب مختار مسعود اور جناب حنیف رامے کو بھی اظہار خیال کی دعوت دی۔ جناب مختار مسعود نے اس نکتے کو اٹھایا کہ اصل تنازعہ اسلام اور عیسائیت یا یہودیت کے درمیان نہیں نہ تہذیبوں کے تصادم کا کوئی مسئلہ ہے۔ بلکہ ان کے نزدیک مسلمانوں اور اہل مغرب کے درمیان موجودہ چپقلش کی بنیاد **1973**ء میں اس وقت رکھی گئی تھی جب عربوں نے تیل کو ہتھیار کے طور پر استعمال کیا۔ اس کی قیمتیں پانچ گنا بڑھا دیں' مغربی معیشتوں کی بنیادوں کو ہلا کر رکھ دیا۔ اس واقعہ کے بعد اہل مغرب مسلمانوں سے خوفزدہ ہو گئے۔ جناب مختار مسعود کا کہنا تھا کہ تب سے اب تک ایک جانب عالمی معیشت میں مسلمانوں کے حصے کو کم سے کم تر کیا جا رہا ہے اور دوسری جانب دوسرے محاذ بھی کھول دیئے گئے ہیں۔ انہوں نے اس بات پر زور دیا کہ جب تک مسلمانوں بلکہ تیسری دنیا کے تمام باشندوں کو کرہ ارض کے اقتصادی وسائل سے برابری کی سطح پر متمتع ہونے کا موقع نہیں دیا جاتا اور ان کا یہ حق عملاً تسلیم نہیں کر لیا جاتا' تصادم کا خاتمہ ممکن نہیں۔

جناب حنیف رامے نے اپنی مختصر گفتگو میں صورت واقعہ کے بعد ایک اور پہلو میں روشنی ڈالی۔ ان کا کہنا تھا کہ قرآن مجید میں پیغمبر اسلام حضرت محمد ﷺ کا نام (محمد/ احمد) لے کر چار یا پانچ مرتبہ ذکر کیا گیا ہے جبکہ حضرت ابراہیمؑ کے جو تمام الہامی مذاہب کے پیشوا ہیں' کے نام کے ساتھ دو سو سے زائد مرتبہ تذکرہ ہے۔ اسی طرح یہودیوں کے پیغمبر حضرت موسیٰؑ کا ذکر بھی دو سو سے کم مقامات پر نہیں آیا۔ حضرت مسیحؑ اور ان کی والدہ کے اسمائے گرامی کا

ذکر بھی قرآن میں بیسویں جگہ آیا ہے۔ حنیف رامے صاحب نے اس سے یہ دلیل قائم کی کہ مسلمانوں کے قلوب و دماغ میں عیسائیت اور یہودیت کے پیغمبروں کے لئے جو عزت واحترام پایا جاتا ہے وہ محض رسمی اور روایتی نہیں بلکہ ان کے دینی شعور کا حصہ ہے۔ جو اہم نکتہ انہوں نے بیان کیا وہ یہ ہے کہ ہماری ان برگزیدہ ہستیوں کی مقدس زندگیوں کے بارے میں جو معلومات ہیں وہ ثانوی یا سنی سنائی نہیں بلکہ وہ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے جو صرف ہمارا خدا نہیں' رب العالمین ہے' براہ راست اپنی کتاب کے جو ذکر للعالمین ہے' ذریعہ دی ہیں اور حضرت محمد ﷺ کی زبان سے جو رحمۃ اللعالمین ہیں' ہمیں سکھائی ہیں۔ جبکہ عیسائی اور یہودی باشندے ہمارے بارے میں جو بھی علم ومعلومات رکھتے ہیں' وہ ثانوی درجے کی ہیں اور انسانی تعصب سے عاری نہیں' لہٰذا مسلمانوں اور مغربی دنیا کے مابین مفاہمت کے لئے ایک ضروری کام یہ ہے کہ اسلام اور مشاہیر اسلام کے بارے میں بھی ان کے اندر اسی طرح کے خیالات کی آبیاری ہو جو ہم اپنے دلوں میں عیسائیت اور یہودیت کے پیغمبروں اور مقدس کتابوں کے حوالے سے رکھتے ہیں۔ اس کے بعد باہمی معاملات اور تنازعات کو خالصتاً انصاف کی بنیاد پر طے کیا جائے' تصادم اپنی موت مرجائے گا۔

امریکہ سے آئے ہوئے سکالر مہمانوں میں ایک باریش پروفیسر Norton Mezvinsky بھی ہیں' جو وہاں کی Connecticut State یونیورسٹی میں تاریخ کے استاد ہیں' ان کے تعارف میں بتایا گیا کہ یہودی ہیں' لیکن صیہونیت کے مخالف۔ یہ سنتے ہی میرے اندر ان کے ساتھ خصوصی ملاقات کی خواہش پیدا ہوئی۔ کھانے کے دوران ان سے درخواست کی تو بخوشی تیار ہو گئے۔ اگلے روز شام کے وقت ان کے پاس آدھ گھنٹے کا وقت فارغ تھا' میں نے اسی کو غنیمت جانا۔ چنانچہ منگل 13 جنوری کو اسی ہوٹل میں یہودی پروفیسر کے ساتھ مختصر براہ راست گفتگو ہوئی۔ میرا ان سے سوال یہ تھا کہ کیا آپ کے نزدیک یہ تاثر حقیقی ہے کہ اصل دشمنی مسلمانوں اور یہودیوں کے درمیان ہے' باقی دنیا اس کی لپیٹ میں آئی ہوئی ہے۔ کہنے لگے میرے نزدیک ایسی کوئی دشمنی نہیں ہے۔ میں نے پوچھا پھر تصادم کی بنیاد کیا ہے۔ ان کا جواب تھا کہ یہ آپ (مسلمانوں) کے رویئے اور عزائم میں پایا جاتا ہے۔ ''میں نے تین روز تک ڈاکٹر اسرار احمد کی گفتگو سنی ہے۔ انہوں نے جس طرح کی اسلامی ریاست کا نقشہ ہمارے سامنے پیش کیا اور اس کے اندر اقلیتوں کو جو حقوق دیئے گئے ہیں۔ میں تو ہرگز ایسی ریاست کا شہری بن کر زندگی نہیں بسر کرسکتا لہٰذا میں اس کے خلاف اٹھ کھڑا ہوں گا' جدوجہد کروں گا۔ میں نے اپنے ان خیالات سے ڈاکٹر اسرار احمد کو بھی آگاہ کردیا ہے''۔ میں نے یہودی پروفیسر سے کہا کہ مجھے آپ کے جذبات کا احترام ہے لیکن یہ بتایئے کہ پھر ان فلسطینی عوام نے کیا قصور کیا ہے جو اپنی ہی سرزمین وطن پر یہودی ریاست کے قیام اور ان کے ناجائز قبضے کے خلاف برسرپیکار ہیں؟ جواب ملا' میں تو صیہونیت کا مخالف ہوں۔ میں نے پوچھا تو کیا آپ فلسطینی جدوجہد کو برحق سمجھتے ہیں؟ جواب ندارد! پروفیسر صاحب کہنے لگے کہ آپ لوگوں (مسلمانوں) کا اصل مسئلہ یہ ہے کہ ہمارے مقابلے میں علم کے میدان میں بہت پیچھے ہیں جبکہ ہمارے (یہودیوں) کے اندر لاتعداد افراد ایسے ہیں جو تاریخ اور جدید دنیا کے بارے میں علم و معلومات کا بے پناہ خزانہ رکھتے ہیں۔ میں نے ان سے کہا کہ مجھے اپنی اور اپنے لوگوں کی جہالت تسلیم ہے۔ لیکن آخر ایسا کیوں نہیں ہوتا کہ آپ کے یہاں جو علم وشعور جیسی نعمت سے آراستہ افراد کی اتنی بڑی تعداد پائی جاتی ہے وہ آگے بڑھیں اور جذبہ انسانیت کی بنیاد پر معاملات طے کرادیں تاکہ تصادم میں خاطر خواہ کمی واقع ہو۔ پروفیسر کا جواب تھا کہ یہودیوں نے مسلمانوں اور عربوں کے بارے میں جو علم وآگہی حاصل کی ہے وہ اس اصول کی بنیاد پر ہے کہ Know the Enemy ''اپنے دشمن کو اچھی طرح پہچان لو'' میں نے کہا اس کا مطلب تو یہ ہے کہ آپ کے اہل علم اور دانشوروں کے نزدیک علم وآگہی کی حیثیت جنگ کے ہتھیار سے زیادہ کچھ نہیں۔ یہودی پروفیسر نے جواب دیا دیکھئے اصل حل یہ ہے کہ اسرائیل کی سیاست کو برضا و رغبت تسلیم کرلیا جائے کیونکہ اسرائیل جیسا بھی ہے' اس کے حکمران اس کی حدود میں رہنا چاہتے ہیں۔ ہمسایہ ملکوں یعنی لبنان' اردن اور شام پر ہرگز قبضہ نہیں کرنا چاہتے۔

میں نے کہا پروفیسر صاحب اصل مسئلہ یہ نہیں ہے۔ آج کل سارا جھگڑا دریائے اردن کے مغربی کنارے اور یروشلم کا ہے۔ یہ مقبوضہ علاقہ ہے۔ اقوام متحدہ بھی اس پر فلسطینیوں کا حق تسلیم کرتی ہے لیکن تمام یہودی خطہ زمین کو ''جوڈیا'' اور ''سمیریا'' کا نام دیتے ہیں اور Biblical Lands قرار دیتے ہیں' لہٰذا بار بار کے معاہدوں کے باوجود چھوڑنے پر آمادہ نہیں ہوتے۔ یہودی پروفیسر اور ان کے ساتھی کو جو دوران گفتگو آن بیٹھے تھے' اس سے انکار نہیں تھا کہ جو حقیقی سمجھوتہ طے نہیں ہو رہا ہے۔ اس کی بنیاد یہی ہے کہ یہودی دریائے اردن کے مغربی کنارے کو Biblical Lands سمجھتے ہیں اور مذہبی وجوہ کی بنا پر اسے چھوڑنا نہیں چاہتے۔ آدھے گھنٹے سے زیادہ وقت صرف ہو چکا تھا۔ ہوٹل کے دروازے سے باہر گاڑی انہیں اور ان کے ساتھیوں کو ایک تقریب میں لے جانے کے لئے تیار کھڑی تھی۔ لہٰذا گفتگو کو منقطع کرنا پڑا لیکن میرے اندر یہ خیال اور ضرورت اور بھی زیادہ راسخ ہوگئی کہ مسلم دنیا اور اہل مغرب کے درمیان وسیع پیمانے پر اور کثیر الجہتی بنیادوں پر مکالمہ ہونا چاہئے۔ معلومات کی فراوانی اگر یہودیوں کا ہتھیار ہے تو دلیل کی قوت مسلمانوں کا بھی بہت بڑا سہارا بن سکتی ہے' لیکن برابری کی سطح پر آمنا سامنا ہو تو ہو۔ نہ یہ کہ جیسا ہمارا نام نہاد روشن خیال طبقہ کرتا ہے۔ پہلے اپنی روح ان کے حوالے کرتا ہے' پھر ان کی سوچ کو اپناتا ہے۔ اس کے بعد اپنے ہی لوگوں پر حملہ آور ہوتا ہے اور اپنی ہی سرزمین پر اہل مغرب کے ہراول دستے کا کام دیتا ہے۔


آیئے! وقت کو قیمتی بنائیں' خود سیکھئے اور سکھایئے

گلی گلی کوچا کوچا دعوت دین پہنچایئے

خیر الناس من ینفع الناس بنکر اعلائے کلمۃ اللہ میں جُت جایئے

سہ روزہ' ہفت روزہ اور دیگر پروگراموں میں وقت دے کر اپنے فکر کے استحکام' حرکی تربیت اور داعی الی اللہ بنیں' اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے دین کے لئے قبول فرمائے۔ آمین

آپ کے جواب کا منتظر

منجانب: شعبہ دعوت وتفریغ اوقات' تنظیم اسلامی

# تعزیت

تنظیم اسلامی شمالی امریکا کی فعال و سرگرم کارکن اور ''ندائے خلافت'' کے کالم ''مکتوب شکاگو'' کی مصنفہ محترمہ رعنا ہاشم خان آج کل لاہور میں ہیں' اس لئے ان کے اس کالم کا عنوان مکتوب شکاگو کی بجائے ''مکتوب لاہور'' مقرر ہوا ہے۔

رعنا ہاشم خان

2002ء کے رمضان المبارک کا آغاز ہوا ہی چاہتا تھا کہ شکاگو کے سب سے بڑے اسلامک سینٹر کو جانے والی مین روڈ پر ایک نئے کھلنے والے کلب کی جانب سے تین انتہائی بے ہودہ بڑے بڑے بل بورڈز آویزاں کر دیئے گئے۔ یہ بل بورڈز کچھ اس زاویئے سے لگائے گئے تھے کہ وہاں سے گزرتے وقت منہ کو باقاعدہ مخالف سمت میں موڑنا پڑتا تھا' وگرنہ بصورت دیگر یہ نظر کی زد میں آجاتے تھے۔ مسلم کمیونٹی اور اس علاقے میں آباد دیگر شرفاء نے یہ بل بورڈز ہٹانے کے لئے متعلقہ اداروں سے رابطہ کیا جو کئی ہفتوں کے بعد دفتری کارروائیوں سے گزر کر بالآخر انہیں ہٹانے پر رضامند ہو گئے اور آج یہ مین روڈ' جس پر میرا روزانہ گزر ہوتا ہے' انتہائی صاف ستھرے بل بورڈز سے مزین ہے۔

یہ بل بورڈز اسی طرز کے تھے جیسے آج مغرب سے ہماری محبت کے طغرے لاہور میں آویزاں نظر آ رہے ہیں اور ہماری فکر کے فقدان اور جذبات کے ہیجان نے جس آخری نوبت تک پہنچا دیا ہے اس کا منہ بولتا ثبوت فراہم کر رہے ہیں۔ اب نجانے یہ بے حسی جو کلمہ چوک اور اکبر چوک پر قوم کی نگاہِ نظارہ باز کو خیرہ کر رہی ہے' عوام الناس کی ہے یا اہلِ اقتدار کی؟ برائی عام ہو جائے تو دستور بن جاتا ہے اور اس پر معروف کا دھوکا ہونے لگتا ہے۔ غالباً اسی لئے آج اس ''مغربی فضا'' میں محبوس ہو کر ہم مشاہدہ' احساس' رحمدلی' سکونِ قلب حتیٰ کہ دین تک کو گنوائے دے رہے ہیں۔

ہمارے پاس درخشاں روایات بھی ہیں اور نشانِ منزل بھی! لیکن عمل کا فقدان اور ذہنی طور پر مغرب کی غلامی ہے ہماری ناکامی کا اصل سبب! یہ پاکستان حاصل ہی اس لئے کیا گیا تھا کہ ایک آزاد سرزمین پر اسلامی نظام نافذ کر کے دنیا کو ایک ماڈل اسٹیٹ کا نمونہ دکھایا جائے نہ کہ یونائیٹڈ اسٹیٹ کا! یہ تحریر محض تنقید کے طور پر نہیں لکھی جا رہی بلکہ اس نکتے کی جانب توجہ فرمانی مطلوب ہے کہ جن کی اندھی تقلید میں ہم باؤلے ہوا چاہتے ہیں۔ وہ فی الوقت ہمارے سب سے بڑے دشمن ہیں۔ لہٰذا ضرورت جس امر کی ہے وہ ہے دین کے عملی پہلوؤں کی زبردست اشاعت اور کتاب اللہ سے رابطہ جوڑنے کی۔ لیکن افسوس کہ ہمارے لکھنے والے اور ہمارا میڈیا اس کے برعکس ان اشتہاری بورڈز کی طرفداری کرتا ہے اور بہانہ یہ بنایا جاتا ہے کہ ماڈلز سے یہ کام گن پوائنٹ پر نہیں کرایا جاتا بلکہ وہ اپنی خوشی اور رغبت سے یہ سارے اشتہارات بنواتی ہیں۔ ''پاکستان ٹائمز'' یو۔ ایس۔ اے کی کالم نگار رئیس فاطمہ نے اپنے ایک حالیہ مضمون ''کمبخت عورت'' میں علمائے کرام اور مذہبی جماعتوں کو انتہائی مفید مشورے دیتے ہوئے فرمایا ہے:

> ''ہمارے مذہبی رہنما اور ہمارے عالمِ دین نہ جانے کیوں صرف اس بات پر زور دے رہے ہیں کہ ''عورت کو نظر بند کر دو۔''
>
> میں پوچھتی ہوں کیا اس طرح وہ پاکستانی معاشرے کو مثالی بنا سکیں گے۔ اگر ہمارے مذہبی رہنماؤں اور نوجوانوں کو معاشرے کے سدھار کی صرف یہی صورت نظر آتی ہے کہ عورت کو گھر میں بند کر کے تالا لگا دو تو اس کا سب سے بہتر اور مؤثر طریقہ یہ ہے کہ تمام پاکستانی خواتین کو زہر دے دیا جائے اور پھر ''عورت سے پاک'' صاف ستھرے معاشرے میں تمام مرد سکون سے رہیں اور چین کی بانسری بجائیں۔ یہ کم بخت عورت ہے ہی فساد کی جڑ' کیوں نہ اسی کو نیست و نابود کر دیا جائے ''نہ رہے گا بانس نہ بجے گی بانسری۔''

بی بی رئیس فاطمہ اپنے اس جذباتی مضمون میں کئی حقیقتیں یا تو بھول گئی ہیں یا جان بوجھ کر نظر انداز کر گئی ہیں۔ پہلی بات تو یہ کہ تمام پاکستانی خواتین کو زہر دینے کی چنداں ضرورت نہیں' یہ سعادت صرف انہی کے حصے میں آنی چاہئے جو واقعتاً معاشرے کے لئے زہرِ ہلاہل بنی ہوئی ہیں۔ دوئم مذہبی گھرانوں سے وابستہ خواتین اور مذہبی تنظیموں کی کارکن خواتین ہرگز گھروں میں تالا بند نہیں ہیں بلکہ شرعی پردے کی پابندی کے ساتھ ڈرائیونگ سے لے کر دینی سرگرمیوں تک ہر کام کرتی ہیں۔ نیکی اور خیر کے امور دینی جماعتوں ہی کے ذمہ داری بن کر رہ گئے ہیں۔

یہ الزام جو اکثر و بیشتر سیکولر دماغوں اور ہوائے مغرب سے متاثرہ ذہنوں کو پراگندہ کرتا ہے کہ اسلامی تعلیمات میں دورِ جدید کے تقاضے پورے کرنے کی صلاحیت نہیں' خواتین کو آزادی میسر نہیں اسی لئے عالمِ اسلام پیچھے رہ گیا' حقیقت پر مبنی نہیں۔ حقیقت حال یہ ہے کہ جب تک اہلِ اسلام اپنے دین پر عمل پیرا تھے' وہ عروج کی انتہا کو پہنچے اور جب انہوں نے اپنے دین کی تعلیمات سے منہ موڑا' ان کا زوال شروع ہو گیا۔ فی الوقت ہمارا المیہ یہ ہے کہ ہمارے ضعفِ ایمان' ضعفِ کردار اور ضعفِ عمل نے ہمیں مستضعفین کی صف میں لا کھڑا کیا ہے۔ آج مغربیت ہمارے لئے باعث افتخار ہے' ہماری غیرت کی تکفین و تدفین ہو رہی ہے اور اہلِ وطن کو پروا نہیں اس لئے کہ ؎

قلب میں سوز نہیں' روح میں احساس نہیں
کچھ بھی پیغام محمدؐ کا تمہیں پاس نہیں!

آیئے ہم اپنی غیرت و حمیت کی وفات حسرت آیات پر ایک دوسرے سے تعزیت کریں!

raana.khan@tanzeem.us

پیر محل میں فری آئی کیمپ
15/ فروری تا 15/ مارچ 2004ء
المعصوم ہسپتال
پاکستان کے مشہور آئی سرجن اور ڈاکٹر آنکھوں کا علاج اور آپریشن کریں گے
تشخیص کے بعد جن مریضوں کی آنکھیں آپریشن کے قابل ہوں گی اُن کو داخل کر لیا جائے گا۔
ہر مریض اپنا بستر ہمراہ ضرور لائے۔ مریضوں کے لئے دوائیں اور عینک مفت فراہم کی جائے گی۔
المعصوم سوسائٹی' فائیٹ رسائٹ' پیر محل

# صرف رب العالمین کی عبادت

تحریر: جناب رحمت اللہ بٹر' ناظم دعوت' تنظیم اسلامی' پاکستان

اب آیئے پہلے سوال کی طرف۔ یہ انسان کی فطرت کا تقاضا ہے کہ وہ اپنے رب کی بندگی کرے۔ لیکن رب کہتے کسے ہیں؟ عربی میں رب کے بنیادی معنی مالک کے ہیں۔ جیسے رَبُّ الدَّارِ گھر کا مالک رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ آسمانوں اور زمین کا مالک۔ سورۂ قریش میں خاص طور پر یہ لفظ اسی مفہوم میں آیا ہے اور اسی بنیاد پر قریش مکہ سے بندگی کا تقاضا کیا گیا ہے:

﴿فَلْيَعْبُدُوْا رَبَّ هٰذَا الْبَيْتِ ○ الَّذِیْٓ اَطْعَمَهُمْ مِّنْ جُوْعٍ وَّاٰمَنَهُمْ مِّنْ خَوْفٍ○﴾

(قریش: 3'4)

"ان کو بندگی کرنی چاہئے اس گھر کے مالک کی جس نے انہیں بھوک میں کھانا کھلایا اور خوف سے امن بخشا۔"

حقیقت یہ ہے کہ یہی دو صفات یا ذمہ داریاں ہیں جو ہر مالک کی ہوتی ہیں۔ یعنی جس کا وہ مالک ہے اس کی پرورش کا سامان مہیا کرے اور اس کی حفاظت کا بندوبست کرے اور یہی وہ حقیقت ہے جو قرآن مجید انسانوں کے ذہن نشین کرواتا ہے کہ وہ اپنے مالک حقیقی کو پہچانیں تاکہ وہ اس کی بندگی کریں۔ چنانچہ قرآن مجید کے شروع ہی میں انسانوں سے جو بندگی کا تقاضا کیا گیا ہے وہ اسی بنیاد پر کیا گیا ہے:

﴿يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ الَّذِىْ خَلَقَكُمْ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ○ الَّذِىْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ فِرَاشًا وَّالسَّمَآءَ بِنَآءً وَّاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا وَّاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ○﴾

(البقرہ: 21-22)

"اے انسانو! بندگی کرو اپنے مالک کی جس نے تم کو بھی پیدا کیا ہے اور ان لوگوں کو بھی جو تم سے پہلے ہو گزرے ہیں تاکہ تم بچ جاؤ۔ (وہ مالک) جس نے زمین کو تمہارے لئے بچھا دیا ہے اور آسمان کو چھت بنایا ہے اور پھر اس نے بلندی سے پانی نازل کیا اور اس کے ذریعے سے تمہارے لئے انواع واقسام کے میوے پیدا کئے پس (اس کی بندگی میں) کسی کو اس کا ہمسر نہ ٹھہراؤ اور یہ حقیقت تم جانتے ہو (کہ رزق مہیا کرنے والا وہی ہے)۔"

دیکھئے کس طرح قرآن مجید نے اس حقیقت کو واضح کیا ہے:

﴿وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِى الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا وَيَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَمُسْتَوْدَعَهَا كُلٌّ فِىْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ○﴾ (ہود: 6)

"اس زمین پر کوئی جاندار نہیں ہے مگر اللہ کے ذمہ ہے اس کا رزق (اس لئے) وہ ہر مخلوق کی جائے قرار کو جانتا ہے اور اس کے لوٹنے کی جگہ کو بھی جانتا ہے۔ یہ سب کچھ واضح طور پر لکھا ہوا ہے۔"

اسی طرح فرمایا:

﴿وَاللّٰهُ فَضَّلَ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ فِى الرِّزْقِ......﴾ (النحل: 71)

"اور اللہ ہی ہے جس نے تم میں سے بعض کو بعض پر رزق میں برتری عطا کی ہے"۔

اور یہی وہ حقیقت ہے جس کو بار بار قرآن مجید میں دہرایا گیا ہے کہ:

﴿اِنَّ رَبَّكَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ اِنَّهٗ كَانَ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرًا بَصِيْرًا○﴾

(بنی اسرائیل: 30)

"بے شک تیرا رب کشادہ کر دیتا ہے رزق جس کے لئے چاہتا ہے اور جس کو چاہتا ہے ناپ تول کر دیتا ہے۔ بے شک وہ خوب باخبر ہے اپنے بندوں سے اور ان کو دیکھ رہا ہے"۔

اس معاملے میں انسان کو خاص طور پر مخاطب کر کے فرمایا:

﴿وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَاِيَّاكُمْ اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْاً كَبِيْرًا○﴾

(بنی اسرائیل: 31)

"اپنی اولاد کو رزق کی تنگی کے ڈر سے قتل نہ کرنا' کیونکہ ہم رزق دینے والے ہیں ان کو بھی اور تمہیں بھی۔"

تم جب آئے تھے تو کون سی ضمانت لے کر آئے تھے کہ تمہیں رزق مل جائے گا اور اب اوروں کے لئے فکر مند ہو۔

چنانچہ یہ حقیقت ہے کہ انسان جسے بھی اپنا روزی رساں' مشکل کشا اور محافظ سمجھتا ہے اسی کی بندگی کرتا ہے کیونکہ یہ اس کی فطرت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاء کے ذریعے انسانوں کو باور کرایا ہے کہ:

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَمْلِكُوْنَ لَكُمْ رِزْقًا فَابْتَغُوْا عِنْدَ اللّٰهِ الرِّزْقَ وَاعْبُدُوْهُ وَاشْكُرُوْا لَهٗ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ○﴾

(العنکبوت: 17)

"بے شک جن کی تم بندگی کرتے ہو اللہ کے سوا وہ تمہارے رزق کا کوئی اختیار نہیں رکھتے۔ پس تم اللہ کے ہاں سے ہی رزق کے خواہاں بنو اور پھر اسی کی بندگی کرو اور اس کا شکر بجا لاؤ اور یاد رکھو کہ تمہیں اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے (وہ پوچھ لے گا کہ اس کے دیئے ہوئے رزق کو اوروں کی طرف کیوں منسوب کیا اور پھر ان کی بندگی کیوں کی)۔"

اصل بات تو یہ ہے کہ رزق اور اجل کا معاملہ ایسا ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے انسان کے لئے معین کر دیا ہے اور یہی وہ خطرات ہیں جن کے بارے میں انسان اپنے مالک حقیقی کو چھوڑ کر دوسروں کو ان کا مالک و مختار سمجھ لیتا ہے تو ان کی طرف رجوع کرتا ہے اور ان باطل ارباب سے اپنے لئے روزی اور حفاظت حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے اور پھر ان ہی کا بندہ ہو کر رہ جاتا ہے۔ حالانکہ اصل حقیقت یہ ہے کہ

﴿فَاَمَّا الْاِنْسَانُ اِذَا مَا ابْتَلٰىهُ رَبُّهٗ فَاَكْرَمَهٗ وَنَعَّمَهٗ فَيَقُوْلُ رَبِّىْٓ اَكْرَمَنِ ○ وَاَمَّآ اِذَا مَا ابْتَلٰىهُ فَقَدَرَ عَلَيْهِ رِزْقَهٗ فَيَقُوْلُ رَبِّىْٓ اَهَانَنِ○﴾

(الفجر: 15-16)

"انسانوں کا معاملہ یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ اس کو آزماتا ہے اور اسے دنیا کی آسائشوں سے نوازتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ میرے رب نے مجھے عزت بخشی ہے' اور جب وہ آزمائش کے لئے اس پر رزق میں تنگی کرتا ہے تو پکار اٹھتا ہے کہ میرے رب نے مجھے ذلیل کر دیا ہے۔"

حالانکہ دونوں کیفیتوں کا معاملہ صرف انسان کی آزمائش کے لئے ہے کہ وہ اس اجل معین کو کیسے گزارتا ہے اور اس رزق کو کس طرح حاصل کرتا ہے۔ آیا اللہ کو رب مان کر جائز طریقے سے محنت کرتا ہے یا بجائے خود مالی وسائل کو رازق سمجھ کر جائز و ناجائز ہر طرح کے ذرائع سے رزق حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ بس یہی وہ فرق ہے جو اس کی زندگی کے بارے میں انسان کے تصور میں واقع ہوتا ہے۔ پھر وہ اسی تصور کے مطابق زندگی گزارتا ہے۔ اگر کسی کو یہ یقین ہو جائے کہ رازق اور زندگی کی مہلت دینے والا

صرف مالک کائنات ہے تو پھر وہ اللہ کے سوا کسی اور کا بندہ نہیں بنتا' اور اپنی عزت نفس کسی بھی قسم کی لالچ میں آ کر نہیں بیچتا' بلکہ ہر مشکل میں اپنے مالک حقیقی کی طرف رجوع کرتا ہے اور ہمیشہ جائز محنت کرتا ہے کیونکہ اسے معلوم ہے کہ رزق دینے والے کے ہاتھ میں میرا رزق ہے اور اس نے یہ وسائل جائز طریقے سے اور ظلم سے بچ کر استعمال کے لئے پیدا کئے ہیں اور یہی ہماری آزمائش ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

''اے لوگو! کوئی چیز تمہیں زیادہ قریب نہیں کرتی جنت سے اور دور نہیں ہٹاتی دوزخ سے مگر جو میں نے تمہیں حکم کی ہیں اور کوئی چیز دور نہیں کرتی جنت سے اور نزدیک نہیں کرتی آگ کے مگر وہ جن سے میں نے روکا ہے اور جبرئیل علیہ السلام نے میرے دل میں یہ القاء کیا ہے کہ کوئی نفس اپنا رزق مکمل ہونے سے پہلے نہیں مرتا تو خبردار اللہ سے ڈرو (اس کی نافرمانی سے) اور پاک طریقے سے (رزق) چاہو اور رزق کی جلدی پالینے کی خواہش تمہیں ناجائز طریقوں سے حاصل کرنے پر آمادہ نہ کرے کیونکہ اللہ کے ہاں جو کچھ ہے اس کو اللہ کی فرمانبرداری ہی سے پایا جانا چاہئے۔''

دوسری اہم بات یہ ہے کہ انسان عبث ایسی چیز کے پیچھے لگا رہتا ہے جو خود اس کے پیچھے لگی ہوئی ہے یعنی رزق۔

تیسری بات اہم تر یہ ہے کہ انسان رزق کی ہوس میں سمجھ بیٹھتا ہے کہ حلال ذریعہ سے رزق تھوڑا حاصل ہوتا ہے اور حرام ذرائع سے جلدی اور زیادہ۔ حدیث اسے یہ سمجھاتی ہے کہ تمام مخلوق کا رزق اللہ کے پاس ہے تو پھر جس کے ہاتھ میں رزق ہے تم اس کی مخالفت کو کیسے رزق کا ذریعہ سمجھتے ہو یہاں حلال ذرائع پر اتنا ہی زور ہے جتنا تقویٰ پر (حرام سے بچنے پر) اور اس کا سہل نسخہ تقدیر ربانی کو یاد رکھنا ہے۔

دوسرا معاملہ ہے حفاظت کا تو جان لیجئے اللہ تعالیٰ نے ہر شخص پر نگران معین کر رکھے ہیں جو اس کی حفاظت کرتے ہیں اور جب اجل معین آ جائے تو کسی کو اس کے محافظ نہیں بچا سکتے خواہ کیسا ہی اس نے حفاظت کا بندوبست کیا ہو۔ ﴿له معقبت من بين يديه و من خلفه يحفظونه﴾ ہر ایک پر نگران ہیں اس کے آگے اور پیچھے اور وہ اس کی حفاظت کرتے ہیں (جب تک موت کا وقت نہ آ جائے کچھ نہیں ہوتا اور جب آ جائے تو فرمایا ﴿اين ماتكونوا يدرككم الموت ولو كنتم في بروج مشيده﴾ (اے موت سے فرار چاہنے والو!) تم کہیں رہو موت تو تمہیں آ کر رہے گی خواہ بڑے بڑے محفوظ محلوں میں رہو۔

یہ حقیقت بھی سامنے رہنا چاہئے کہ اس دنیا میں اللہ نے جس شخص کو جہاں اور جن حالات میں پیدا کیا ہے اس میں اس کا اپنا کوئی اختیار نہیں ہے' بلکہ یہ تو وہبی ہے لیکن پھر اس دنیا میں اپنے مالک کو پہچان کر اور اس زندگی کی حقیقت کو جان کر اللہ تعالیٰ کی بندگی کا حق ادا کرنے میں اس کے لئے کامیابی ہے اور یہ امتحانی وقفہ غفلت اور مالک کی نافرمانی میں گزار دینے کا نتیجہ نامرادی ہے۔ جان لیجئے کہ انسان اس دنیا میں ان سے بھی یہی کچھ چاہتا ہے جن کا اسے مالک مجازی بنا دیا گیا ہے۔ سورۂ یٰسین میں فرمایا گیا:

﴿اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا خَلَقْنَا لَهُمْ مِّمَّا عَمِلَتْ اَيْدِيْنَا اَنْعَامًا فَهُمْ لَهَا مٰلِكُوْنَ ۝﴾

''کیا یہ دیکھتے نہیں کہ ہم نے ان کے لئے چوپائے پیدا کئے ہیں اور ان کو ان کی ملکیت میں دے دیا ہے۔''

مثلاً اگر کسی شخص نے کوئی جانور گھر میں رکھا ہوا ہو تو وہ حقیقتاً خود کو اس کا مالک گردانتا ہے چنانچہ کبھی اس سے پوچھئے کہ یہ جانور کس کا ہے' تو وہ فوراً کہے گا یہ میرا ہے۔ یعنی اس کا مالک میں ہوں چنانچہ وہ اس جانور کے لئے خوراک مہیا کرنے اور اس کی حفاظت کو اپنی ذمہ داری سمجھتا ہے اور اس ذمہ داری کو نبھاتا بھی ہے۔ لیکن اس جانور کی پرورش اور حفاظت کا سامان کرنے کے بعد وہ اس پر اپنا یہ حق سمجھتا ہے کہ وہ جانور اپنے مالک کی فرمانبرداری کرے۔ اگر وہ جانور مالک کی مرضی پر نہ چلے تو اسے غصہ آتا ہے اور وہ جانور کو سزا دینے سے بھی نہیں چوکتا۔ ایسا اس لئے ہے کہ وہ اسے مالک کا حق سمجھتا ہے کہ اس کا غلام اس کا فرمانبردار ہو اور وہ حق بندگی ادا کرے۔ چنانچہ یہی وہ مطالبہ ہے جو مالک کائنات ہر انسان کے سامنے قرآن مجید میں رکھتا ہے جیسے فرمایا حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ﴿اِنَّ اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ۝﴾ ''اے لوگو! بے شک اللہ میرا بھی رب ہے اور تمہارا بھی' پس بندگی اسی کی کرو اور یہی سیدھا راستہ ہے۔''

اب جان لیجئے بندگی کیا ہے؟ عبادت دو چیزوں کا مجموعہ ہے (محبت + اطاعت) یعنی مالک کو رب مان کر اس کی اطاعت' دل کی آمادگی سے کسی کی فرمانبرداری۔ گویا جس کے لئے انتہا درجے کی محبت ہو اور اس کی اطاعت کے تحت باقی سب فرمانبرداریاں ہوں وہ آپ کا رب ہے۔ جیسے فرمایا گیا سورہ توبہ میں:

﴿قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُ نِ اقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ﴾ (توبہ :24)

''فرما دیجئے اگر تمہارے آباؤ واجداد' تمہاری اولاد' تمہارے بہن بھائی' تمہاری بیویاں' تمہارے رشتے دار اور وہ مال جو جمع کرتے ہو' وہ تجارت جس کے مندے کا ڈر رہتا ہے اور وہ رہائش گاہیں جو تمہیں بہت بھلی لگتی ہیں زیادہ محبوب ہیں اللہ اس کے رسول ﷺ اور اس کی راہ میں جہاد سے تو انتظار کرو (دفع ہو جاؤ) یہاں تک کہ اللہ فیصلہ فرما دے اور اللہ ایسی نافرمان قوم کو راہ یاب نہیں کرتا اور جیسے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے لاطاعة لمخلوق في معصية الخالق کسی مخلوق کی فرمانبرداری جائز نہیں جس میں خالق کی نافرمانی آتی ہے۔ یعنی باقی سب اطاعتیں اللہ کی اطاعت کے تابع ہوں۔''

اب آیئے اس دور کے اس مغالطے کی طرف کہ جس کی وجہ سے ہماری زندگیاں دورنگی کا شکار ہیں کہ ہم اللہ کو رب مانتے ہوئے بھی اس کی فرمانبرداری نہیں کر رہے اور اس کی عبادت کا پورا حق ادا نہیں کر رہے۔ پہلے تو لیجئے ان انسانوں کا معاملہ جو زبان سے تو اقرار کرتے ہیں کہ ہمارا رب اللہ ہے' لیکن ان کی زندگیوں میں اس کی شہادت نہیں ملتی کہ وہ واقعی اللہ کے بندے ہیں۔ ایسے لوگوں کے بارے میں تو صدفی صد یہی بات سچی ہے کہ ان کا اللہ کے رازق اور محافظ ہونے پر بالکل یقین نہیں ہے بلکہ وہ درحقیقت وسائل و ذرائع ہی کو روزی رساں مانتے ہیں' یا اللہ کے سوا کچھ دوسری ہستیاں ہیں جن کے متعلق انہیں گمان ہے کہ ان کے قبضہ قدرت میں نفع ونقصان کا اختیار ہے۔

(جاری ہے)

## نماز ہمیں یہ سکھاتی ہے

- صرف اللہ کی عبادت کرنا سکھاتی ہے۔
- صرف اللہ سے مدد مانگنا سکھاتی ہے
- انسانی مساوات سکھاتی ہے۔
- وقت کی پابندی سکھاتی ہے۔
- برائیوں سے بچنا سکھاتی ہے
- جماعتی زندگی اپنانا سکھاتی ہے۔
- اتفاق واتحاد سے رہنا سکھاتی ہے۔
- مسلمانوں سے محبت کرنا سکھاتی ہے۔
- اللہ کے احکامات پر عمل کرنا سکھاتی ہے۔
- عاجزی اور انکساری سکھاتی ہے۔
- غرور اور تکبر سے بچاتی ہے۔
- صرف اللہ سے دعا مانگنا سکھاتی ہے۔

کیا ہم اپنی نمازوں سے یہ سب باتیں سیکھ رہے ہیں

مرسلہ: شوکت حسین انصاری معتمد پنجاب جنوبی ملتان

## افکار معاصر

# پت جھڑ کی رُت

**عرفان صدیقی**

فوجی حکومت کے تین سالہ دور کے تمام اقدامات کی منظوری' پانچ سو سے زائد آرڈیننسوں کی توثیق' پہلے سے آئین میں داخل کر دیئے جانے والے ایل ایف او کو سترھویں ترمیم کے ذریعے مقدس ومعتبر بنا دینے اور صدر پرویز مشرف کی ''دستوری صدارت'' کی راہ ہموار کرنے کے بعد حضرت مولانا فضل الرحمٰن نے تشویش ظاہر کی ہے کہ ''ہماری پالیسیوں کے نتیجے میں پہلے افغانستان ہاتھ سے نکلا' اب قبائلی حصے کو بھی قربان کیا جا رہا ہے۔ اگر کل کا مجاہد آج کا دہشت گرد ہوسکتا ہے تو کشمیری مجاہدین بھی اس وقت کا انتظار کریں جب انہیں دہشت گرد قرار دیا جائے گا' جیسے افغانستان کے مجاہدین کو قرار دیا جا چکا ہے''۔

مولانا بحر سیاست کے پرانے شناور ہیں اور ہر چال چلنے سے پہلے آگے کی سات چالوں کا نقشہ مرتب کر لیتے ہیں۔ ان کا تازہ بیان ایک توانا اپوزیشن لیڈر کا جلال لئے ہوئے ہے۔ ممکن ہے انہوں نے ناقدین کو یہ احساس دلانے کی کوشش کی ہو کہ ''ہر لحظہ ہے مومن کی نئی آن نئی شان'' اور اگر وہ ڈیڑھ حکومتوں کے تحفظ کے لئے ریشم کی طرح نرم ہو سکتے ہیں تو ''اپوزیشن لیڈری'' پر کمند ڈالنے کے لئے آہن وفولاد بھی بن سکتے ہیں۔ ان کے تازہ بیان میں کمال درجے کی دلسوزی' دردمندی بھی پائی جاتی ہے لیکن ایک ارادتمند کی حیثیت سے انہیں یاد دلانے میں کوئی ہرج نہیں کہ یہ سب کچھ تو سترھویں ترمیم کے بہت پہلے سے ہو رہا تھا۔ افغانستان اور طالبان پر قیامت ٹوٹے تو دو اڑھائی سال ہو چکے تھے اور اسی قیامت پر گریہ وزاری نے مولانا کی مجلس عمل کو مالا مال کر دیا تھا۔

اڑھائی سال پہلے تک کسی کے وہم وگمان میں نہ تھا کہ طالبان اس طرح صف دشمناں میں شمار ہونے لگیں گے۔ ہم امریکیوں کے ساتھ مل کر دیار حجاز سے آئے اہل جنوں کی بو سونگھتے پھریں گے۔ مجاہدین کی بیویاں اور بیٹیاں ٹھوکریں کھاتی پھریں گی اور کوئی انہیں پناہ دینے والا نہیں ہوگا' ان کے یتیم بچوں کے منہ میں روٹی کا نوالہ ڈالنا بھی جرم ٹھہرے گا۔ افغانستان کے زخموں پر مرہم رکھنے والے پاکستان بھی مجرم ٹھہریں گے اور لوگ ان سے ہاتھ ملاتے ڈریں گے۔ پاکستان کی دفاعی دیوار مضبوط بنانے کے لئے روسیوں سے لڑنے والے مجرموں کے کٹہرے میں ہوں گے۔

چالیس سال پہلے آپریشن جبرالٹر کے پسماندگان پر بھی یہی کچھ بیتی تھی۔ ہم تاشقند معاہدے پر دستخط کرتے ہوئے بھول گئے کہ بے قرار روحیں کشمیر کی کن گھاٹیوں میں بھٹک رہی ہیں؟ گزشتہ پندرہ سالوں میں نوے ہزار کے لگ بھگ کشمیری شہید ہو چکے ہیں۔ دس ہزار عفت ماب کشمیری بیٹیوں کی عصمتیں لٹ چکی ہیں۔ ایک لاکھ سے زائد بچے یتیم ہو چکے ہیں لیکن آج ان مظالم کا تذکرہ کسی زبان پر نہیں۔ سب کی سوئی ''دراندازی'' پر اٹکی ہوئی ہے اور ہم کٹہرے میں کھڑے کبھی زبانی اور کبھی تحریری ضمانتیں دے رہے ہیں کہ دراندازی نہیں کریں گے۔ بھارت سے تازہ عشق کے باعث ہم نے سفاک بھارتی فوج کے مظالم کا تذکرہ بھی چھوڑ دیا ہے۔ پی ٹی وی پر برسوں سے ''کشمیر میگزین'' کے نام سے ایک پروگرام چل رہا ہے جس میں جموں وکشمیر کے نہتے لوگوں پر بھارتی فوج کی بربریت کی داستانیاں سنائی اور دکھائی جاتی تھیں۔ گزشتہ روز پروگرام کا ٹائٹل وہی پرانا تھا جس میں اہل کشمیر کے قتل عام' لوگوں کے احتجاج' ان کی تحقیر وتذلیل' جلتے گھروں اور آہ وبکا کرتی خواتین کے مناظر دکھائے گئے تھے۔ پس منظر میں ترانہ چل رہا تھا ''مرے وطن تری جنت میں آئیں گے اک دن''۔ پروگرام شروع ہوا تو سارا منظر بدل چکا تھا۔ نئی زمینی حقیقتوں کے شعور سے آراستہ دانشور بے مغز تبصروں اور بے روح تجزیوں میں مصروف تھے۔ یہ پروگرام لٹے کارواں کے ناتواں مسافروں کا نوحہ لگتا تھا یا تھکی ہاری قوم کا جاں گداز مرثیہ۔ کاش اب ایسے پروگرام بند کر دیئے جائیں۔

دو دن قبل حکومت نے اپنے سرکاری موقف کا اظہار کرتے ہوئے سابق مشرقی پاکستان کے ان بہاریوں کو بھی بوڑھی گنگا کے میلے پانیوں کی نذر کر دیا ہے جنہوں نے 1971ء میں پاک فوج کے شانہ بہ شانہ پاکستان کی سلامتی و بقاء کی جنگ لڑی تھی اور جو آج تک اپنے اس ''جرم'' کی سزا پا رہے ہیں' لاہور ہائیکورٹ میں دائر ایک رٹ درخواست کے جواب میں حکومت نے کہا ہے کہ ''محض پاکستان سے محبت کی بنا پر بہاریوں کو یہاں آباد نہیں کیا جا سکتا''۔

بہاریوں کی تاریخ محض منہ زبانی محبت کرنے والوں کی تاریخ نہیں۔ انہوں نے پاکستان کے لئے ہجرت کی۔ انہوں نے پاکستان کے لئے بے مثال قربانیاں دیں۔ 1971ء میں انہوں نے پاکستانی فوج سے تعاون کی بہت بھاری قیمت ادا کی لیکن کبھی پشیمان نہ ہوئے البدر اور الشمس ان کی حب الوطنی اور جذبہ ایثار کی علامتیں تھیں دو ہزاروں کی تعداد میں شہید ہو گئے۔ ہزاروں کا ابھی تک پتہ نہیں چل سکا کہ کہاں گئے۔ ان کے جھونپڑوں پر آج بھی پاکستانی پرچم لہرا رہا ہے۔ وہ آج بھی 23 مارچ اور 14 اگست کے دن قومی تہواروں کی طرح مناتے ہیں۔

1972ء میں شملہ معاہدے کے تحت طے پایا تھا کہ پاکستان میں پھنسے اڑھائی لاکھ بنگالی بنگلہ دیش منتقل ہو جائیں گے جن کے بدلے کم وبیش تین لاکھ بہاری پاکستان آ جائیں گے۔ اڑھائی لاکھ بنگالی تو بنگلہ دیش چلے گئے لیکن تین لاکھ بہاریوں میں سے صرف نصف پاکستان آ سکے۔ باقی رہ جانے والے تین ہزار خاندانوں کے ڈیڑھ لاکھ افراد کسمپرسی کی حالت میں محصور ہو کر رہ گئے۔ انٹرنیشنل اسلامک ریلیف آرگنائزیشن' انٹرنیشنل کمیٹی آف ریڈ کراس اور کچھ دوسرے اداروں نے ان بہاریوں کے لئے (جو بجا طور پر اپنے آپ کو پاکستانی کہلواتے ہیں) مختلف شہروں میں 66 کیمپ بنا دیئے۔ ایک خاندان کے حصے میں آٹھ فٹ مربعے کی بانسوں سے بنی ایک جھونپڑی آئی۔ جولائی 1988ء میں صدر ضیاء الحق اور رابطہ عالم اسلام کے سیکرٹری جنرل ڈاکٹر عبداللہ عمر نصیف کے درمیان ایک معاہدہ طے پایا جس کے تحت محصور پاکستانیوں کی واپسی اور آبادکاری کے لئے ایک رابطہ ٹرسٹ قائم کیا گیا۔ 30 کروڑ روپے کے فنڈز فراہم ہوئے طے پایا کہ پنجاب کے 32 اضلاع میں چالیس ہزار چھوٹے مکانات بنائے جائیں گے ایک ماہ بعد صدر ضیاء کا انتقال ہو گیا لیکن منصوبے پر کام جاری رہا۔ میاں نواز شریف کی وزارت عظمٰی کے پہلے دور میں ایک ہزار مکانات تیار ہو گئے۔ پہلے مرحلے میں 63 خاندانوں کے کم وبیش تین ہزار افراد کو بنگلہ دیش سے لا کر ان گھروں میں بسایا گیا لیکن اس کے بعد سکوت طاری ہو گیا رابطہ ٹرسٹ کے پاس کوئی 60 کروڑ روپے جمع ہو گئے نائن الیون کے بعد امریکہ نے اس ٹرسٹ پر بھی پابندی لگا دی اور اکاؤنٹس منجمد ہو گئے اور اب حکومت پاکستان نے حتمی طور پر کہہ دیا ہے کہ ''محض محبت کا رشتہ کافی نہیں ہوتا اور صرف اس بنیاد پر بہاری پاکستان نہیں آ سکتے''۔

سو اڑھائی لاکھ پاکستان اب وہیں گلتے سڑتے رہیں گے۔ طالبان نے ہم سے محبت کا رشتہ جوڑا اور مردود ٹھہرے۔ عرب وعجم کے آتش بجاں نوجوانوں نے ہمارے دفاع کے لئے افغانستان پر حملہ آور سامراج سے پنجہ آزمائی کی اور دہشت گرد قرار پائے۔ پاکستان کے بیٹے سروں پر کفن باندھ کر میدان کارزار میں اترے اور کال کوٹھڑی کا رزق ہو گئے۔ بہاریوں نے پاکستان کے نام پر اپنے بچے ذبح کرائے اور اجنبی ٹھہرے۔ پاکستان کو ایٹمی قوت بنانے والوں میں سے کوئی پھانسی چڑھ گیا' کوئی ملک بدر ہوا اور بچے کھچے پیشیاں بھگت رہے ہیں۔ یاالٰہی ہم کیسے لوگ ہیں؟ (بشکریہ روزنامہ ''نوائے وقت'')

## رپورٹ تنظیم اسلامی حلقہ لاہور ماہ رمضان المبارک

### استقبال رمضان پروگرام

تنظیم اسلامی حلقہ لاہور کے رفقاء نے دوران رمضان المبارک رجوع الی القرآن کے مشن کو تقویت پہنچانے کی بھرپور جدوجہد کی۔ استقبال رمضان کے پروگراموں کے حوالے سے حلقہ لاہور کی تنظیموں میں سے شمالی نمبر 2 نے 7 پروگرام۔ ماڈل ٹاؤن تنظیم نے 4 پروگرام' چھاؤنی تنظیم نے 3 پروگرام جنوبی تنظیم نے 2 پروگرام جب کہ شمالی نمبر 1 اور اسرہ قرآن کالج نے ایک ایک پروگرام منعقد کیا۔ جس میں رفقاء تنظیم کے علاوہ تقریباً 575 احباب نے شرکت کی۔ اس سلسلے کا ایک اہم پروگرام اسلامیہ کالج سول لائن میں ہوا۔ جس میں پرنسپل کالج کے علاوہ پروفیسرز حضرات نے خصوصی طور پر شرکت کی۔ جناب اقبال حسین صاحب نے ''رمضان اور قرآن'' کے موضوع پر گفتگو فرمائی۔

### ترجمہ قرآن بمع تراویح

رمضان المبارک میں دورہ ترجمہ قرآن کا منفرد اور خصوصی انداز جس کا آغاز بانی تنظیم محترم ڈاکٹر اسرار احمد صاحب نے 1984ء میں کیا تھا الحمدللہ اب بھی جاری و ساری ہے۔ اس سلسلے کا مرکزی پروگرام قرآن اکیڈمی لاہور 36-K ماڈل ٹاؤن میں ہوا جہاں امیر تنظیم جناب حافظ عاکف سعید صاحب نے دورہ ترجمہ قرآن بمع نماز تراویح کی سعادت حاصل کی۔ جہاں شرکاء کی تعداد اوسطاً 500 افراد تھی۔ دیگر تنظیموں کے ہاں بھی اسی نوعیت کے پروگرام منعقد ہوئے۔ حافظ محمد زبیر صاحب نے الزہرہ شادی ہال سمن آباد' جناب فتح محمد قریشی صاحب نے جامع مسجد والٹن کینٹ اور جناب نعیم اختر عدنان صاحب نے آمنہ شادی ہال شاہدرہ میں یہ ذمہ داری احسن طریقے سے نبھائی۔

### دورہ ترجمہ قرآن بعد نماز تراویح

حلقہ لاہور میں دورہ ترجمہ قرآن بعد نماز تراویح کے پروگرام 3 مقامات پر منعقد ہوئے۔ مسجد نور مصطفیٰ آباد میں جناب اقبال حسین صاحب' بیت الھدیٰ تاج باغ میں جناب شاہد اسلم نے دورہ ترجمہ قرآن کی سعادت حاصل کی۔ جب کہ دار القرآن وسن پورہ میں بذریعہ ویڈیو یہ پروگرام منعقد ہوا۔

### رمضان المبارک کے خصوصی پروگرام

☆ جامع مسجد رحمانیہ کیولری گراؤنڈ میں ڈاکٹر غلام مرتضیٰ صاحب نے خلاصہ مضامین قرآن بیان کئے۔

☆ ڈاکٹر ابراہیم صاحب نے اپنے کلینک پر ہر روز پون گھنٹہ خلاصہ مباحث قرآن پروگرام بذریعہ سی ڈی دکھایا۔

☆ الزہرہ شادی ہال سمن آباد میں آخری عشرہ کے دوران ڈاکٹر عارف رشید صاحب' غازی محمد وقاص صاحب' عبدالرزاق صاحب' انجینئر محمد علی اور حافظ محمد زبیر صاحب نے دینی فرائض کا جامع تصور' نظام خلافت' قرآن اور اسوہ رسول' تنظیم اسلامی کی دعوت' انسان کا مقصد تخلیق کے موضوعات پر خصوصی خطاب فرمائے۔

☆ جامع مسجد نور گلستان کالونی دورہ ترجمہ کے دوران 4 دفعہ حاضرین کے لئے سوال و جواب کے سیشن کا اہتمام کیا گیا تاکہ دوطرفہ شراکت کا احساس رہے۔ اس سے دعوت دین اور اس کے انقلابی طریق کار کی بھرپور انداز میں وضاحت ہوئی۔

☆ اعزازی ندائے خلافت کے احباب کو بذریعہ خط دورہ ترجمہ قرآن منعقدہ الزہرہ شادی ہال سمن آباد میں شرکت کی دعوت دی گئی۔

☆ ماہ رمضان کے دوران لینگوا ہوم گلبرگ میں رفیق محترم خالد محمود نے 25 روزہ فہم قرآن کلاس پڑھائی۔

☆ جماعت اسلامی شاہدرہ کی دعوت پر تفہیم دین پروگرام میں دین اور توحید کی حقیقت پر جناب نعیم اختر عدنان صاحب نے خصوصی خطاب فرمایا۔ 100 سے زائد احباب شریک محفل تھے۔

☆ دورہ ترجمہ کے دوران احباب سے رابطے کے لئے گلستان کالونی مصطفیٰ آباد میں ایک خصوصی مہم چلائی گئی جس میں رفقاء نے 175 کے قریب انفرادی رابطے کئے تاکہ احباب دورہ ترجمہ قرآن میں خصوصی شرکت کریں۔

☆ رفیق محترم ڈاکٹر عمیر رشید کے گھر پر ایک خصوصی اور بھرپور پروگرام ہوا جس میں 40 ڈاکٹر حضرات شریک ہوئے۔ ڈاکٹر عارف رشید صاحب نے خصوصی شرکت فرمائی۔

☆ دار ارقم کے تحت جوہر آباد سرگودھا میں ایک پروگرام ہوا جس میں ڈاکٹر عارف رشید صاحب نے گفتگو فرمائی۔ حاضرین کی تعداد تقریباً 1500 کے قریب رہی۔

### علاقہ ناظمین سے خصوصی ملاقات

☆ لاہور شمالی نمبر 1 کے امیر عبدالرزاق صاحب نے علاقے کی چار یونین کونسلوں کے ناظمین مع نائب ناظمین کو تنظیم کے دفتر افطاری پر بلایا۔ ان سے تعارف حاصل کیا گیا۔ تنظیم اسلامی اور تنظیم کی دعوت کا مفصل تعارف کرایا گیا اور بنیادی دعوتی کتب کے سیٹ پیش کئے گئے۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ رمضان کے دوران ایک یونین کونسل کے ناظم نے اپنے تمام 19 کونسلرز اور میونسپل کارپوریشن کے ذمہ داران کی میٹنگ میں عبدالرزاق صاحب کو خطاب کی خصوصی دعوت دی۔ وہاں پر انہوں نے آدھے گھنٹے کی خصوصی گفتگو کی۔ تمام حاضرین کو بنیادی دعوتی کتب کا ایک سیٹ فراہم کیا گیا۔

### کیبل نیٹ ورک پر ترجمہ قرآن

رمضان المبارک کی آمد سے قبل لاہور شہر کے تمام بڑے کیبل آپریٹرز سے رابطہ کیا گیا۔ ان کے پاس بانی محترم کے ترجمہ قرآن کی CD's پہلے سے موجود تھیں۔ لہٰذا اس رمضان المبارک میں بھی پچھلے سال کی طرح ترجمہ قرآن کا پروگرام بذریعہ ویڈیوز اور سی ڈیز تمام بڑے کیبل آپریٹرز بشمول ورلڈ کال کیبل نیٹ ورک والوں نے اپنے ناظرین کو دکھایا۔ الحمدللہ یہاں تک صورت حال رہی کہ ہر کیبل نیٹ ورک پر ماہ رمضان کے دوران کسی نہ کسی چینل پر بانی محترم کے دورہ ترجمہ قرآن کی ویڈیو سی ڈیز نشر ہو رہی ہوتی تھی۔

### انفرادی و اجتماعی افطاریاں

تنظیم اسلامی حلقہ لاہور کے رفقاء نے دوران رمضان المبارک 41 اجتماعی افطاریوں کا اہتمام کیا جس میں تقریباً 1450 احباب نے شرکت کی۔ اس ماہ مبارک میں رفقاء تنظیم نے انفرادی افطار پارٹیوں کا اہتمام بھی کیا جس میں تنظیم کے فکر کو عام کرنے کی کوشش کی گئی۔ ایسی افطار پارٹیوں کی تعداد 40 رہی۔

### کتابچوں کی تقسیم

رمضان المبارک کے دوران حلقہ لاہور کی تنظیموں اور منفرد اسرہ جات نے 3000 کتابوں کے سیٹ احباب میں تقسیم کئے۔ کتابچوں میں روزہ اور قرآن' عظمت صیام و قیام قرآن اور ہماری ذمہ داریاں اور تنظیم اسلامی کی دعوت کا ایک اجمالی خاکہ' شامل تھے۔ جب کہ کتابچہ سچا امتی کون 1000 کی تعداد میں احباب میں تقسیم کیا گیا۔

### ختم قرآن/تکمیل دورہ ترجمہ قرآن کی تقاریب

☆ مصری شاہ میں ختم قرآن کی تقریب کے موقع پر عبدالرزاق صاحب نے خصوصی خطاب کیا۔

☆ فیروز والا میں تنظیم اسلامی کے زیر اہتمام ہونے والی مسجد میں 27 ویں شب میں عظمت قرآن اور امت مسلمہ کی موجودہ صورتحال کے موضوع پر عبدالرزاق صاحب نے خصوصی خطاب فرمایا۔

☆ الزہرہ شادی ہال میں تکمیل دورہ ترجمہ قرآن کے موقع پر انجینئر محمد علی اور حافظ محمد زبیر صاحب نے خصوصی گفتگو فرمائی جس میں 65 احباب اور 85 خواتین نے شرکت کی۔

☆ آمنہ شادی ہال شاہدرہ میں دورہ ترجمہ قرآن کے مستقل شرکاء کو بانی محترم کی کتاب منہج انقلاب

نبوی ہدیۂ پیش کی گئی۔

☆تکمیل دورہ ترجمہ قرآن کی تقریب کے سلسلے میں گوجر خان مرکز میں ایک پروگرام ہوا جس سے ڈاکٹر عارف رشید صاحب نے خطاب فرمایا جس میں تقریباً 250 احباب شریک ہوئے۔

☆شمالی نمبر 2 میں مسجد نور گلستان کالونی کے شرکاء نے ترجمہ قرآن کیلئے عید ملن عشائیہ کا اہتمام کیا گیا جس میں 15 احباب شریک ہوئے۔ اقبال حسین صاحب نے اختصار کے ساتھ دینی فرائض کا خاکہ پیش کیا اور تنظیم اسلامی کی شمولیت کی دعوت دی۔ الحمد للہ 4 رفقاء تنظیم اسلامی میں شامل ہوئے۔

## خواتین کے پروگرام

تنظیم اسلامی حلقہ خواتین کے زیر اہتمام استقبال رمضان کے 6 پروگرام منعقد ہوئے۔ جس میں حاضرین کی تعداد 460 رہی۔ شمالی نمبر 2 مرکز گڑھی شاہو میں خواتین کے لئے صبح کے اوقات میں روزانہ 9 تا 12 بجے تک ترجمہ قرآن کا پروگرام بذریعہ ویڈیو کیسٹ ہوا جس میں اوسطاً 12 کے قریب خواتین شریک رہیں۔ شمالی نمبر 2 بیت الھدیٰ تاج باغ میں خواتین کے لئے صبح کے اوقات میں روزانہ 10 تا قبل نماز ظہر ترجمہ قرآن کا پروگرام ہوا۔ رفیق محترم محمد اختر خان کی اہلیہ نے یہ سعادت حاصل کی۔ شرکاء کی تعداد 40 تا 50 کے مابین رہی۔

(رپورٹ: وسیم احمد' ناظم شعبہ نشر واشاعت لاہور)

## ماہ رمضان المبارک میں تنظیم اسلامی ذیلی حلقہ سرگودھا کی سرگرمیاں

ماہ رمضان کی آمد سے پہلے مشورے میں طے پایا کہ اس مرتبہ سرگودھا میں ترجمہ قرآن کا دورانیہ کم کیا جائے اور قرآن مجید کے انقلابی پہلو کو زیادہ اجاگر کیا جائے تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگوں کو اس کتاب انقلاب' جس نے انسانوں کی زندگیاں مکمل طور پر بدل کر اسے شرف انسانیت سے مزین کر دیا' مستفید ہونے کی سعی کی جائے بعد از نماز تراویح میں پڑھے جانے والے اسباق کو اس طرح تقسیم کیا گیا کہ نماز میں قرآن مجید کے سایہ میں ڈھائی سے تین گھنٹے سے دورانیہ بڑھنے نہ پائے۔ جناب ڈاکٹر عبدالرحمٰن نے یہ خدمت سرانجام دینے کی سعادت حاصل کی اور تجربہ ماشاء اللہ خاصا کامیاب رہا سامعین کی حاضری اور توجہ تسلی بخش رہی' چائے سے تواضع کا اہتمام بھی جاری رہا۔

ماہ رمضان کی آخری جمعرات جناب ڈاکٹر اسرار احمد بانی تنظیم جوہر آباد تشریف لائے جہاں دارارقم میں خصوصی خطاب کا اہتمام تھا' ڈاکٹر اسرار صاحب نے موجودہ صورتِ حال اور اس سے نپٹنے کے لوازمات کو اس خوبی سے بیان فرمایا اور دکھتی رگوں پر ہاتھ رکھ کر مجمع کو اس خوبصورتی سے جھنجوڑا کہ ہر فرد اپنے ضمیر کے ہاتھوں مجبور ہو کر اپنے اندر جھانکنے پر مجبور نظر آیا۔ ڈیڑھ سے دو ہزار خواتین وحضرات پر محیط ایک وسیع وعریض پنڈال اس بات کی گواہی دے رہا تھا کہ جوہر آباد میں ایسا بصیرت افروز خطاب شاید ہی کبھی ہوا ہو؟

جناب ڈاکٹر صاحب بھی پھر سے جوش خطابت میں اپنی بے باکی اور حق گوئی کی جولانی پر نظر آرہے تھے اور لوگوں کو یہ کہتے ہوئے بھی سنایا گیا کہ ''ابھی آتش جوان ہے''۔

شام کو عزیزم خالد وسیم نے رفقاء تنظیم کے تعاون سے افطاری کا بھرپور اہتمام کیا ہوا تھا اور قریب ایک سو تنظیم اسلامی کے معاونین اور رفقاء موجود تھے۔ ڈاکٹر صاحب دفتر میں تشریف لائے تو سرگودھا اور جوہر آباد کے رفقاء نے ان کا استقبال کیا۔ افطاری سے قبل سوال وجواب جو بیشتر ڈاکٹر صاحب کے دن کے خطاب سے متعلق تھے کی محفل جم گئی اور بانی تنظیم نے کمال شفقت سے تسلی بخش جوابات مرحمت فرمائے!

اگلے دن جمعۃ المبارک پر رفقاء کی خصوصی درخواست پر بانی تنظیم اسلامی ''سرگودھا'' تشریف لائے اور سرگودھا میں مرکز تنظیم اسلامی جامع القرآن میں جمعۃ الوداع کی نسبت سے خطاب عام کا انتظام تھا گو بھرپور دعوت اور مشتہری نہ کی گئی تھی مگر ڈاکٹر صاحب کی آمد کی اطلاع پر لوگ جوق در جوق آنا شروع ہو گئے اور مرکز تنظیم اپنی تنگ دامانی کا گلہ کرتا رہا۔ قریب ایک گھنٹہ کا بھرپور خطاب ہوا۔ لوگ سڑک اور ارد گرد کی تمام خالی جگہوں میں مشکل سے نماز ادا کر پائے۔ رمضان کی فضیلت اور اس کی برکات اور امت مسلمہ سے اس کے تقاضے ایک ایسے زاویئے سے واضح کئے گئے کہ سامعین مجبوراً احساس زیاں کے ساتھ اس کے ازالے کی سعی وجہد کے لئے تڑپ محسوس کرتے رہے ہوئے ایک لمبی قطار میں ڈاکٹر صاحب سے مصافحہ کرتے ہوئے رخصت ہوئے۔

ہماری درخواست پر ڈاکٹر صاحب اور ڈاکٹر عبدالخالق نے کمال شفقت سے ہمارے ساتھ افطاری قبول فرما کر ہماری حوصلہ افزائی کی۔ قریب 70/80 لوگ ڈاکٹر صاحب کے ساتھ افطاری میں شامل ہوئے۔ افطاری سے پہلے اور بعد میں بڑے خوشگوار اور دلپذیر ماحول میں سوال وجواب اور پند ونصائح کی مختصر وقفہ کی دو نشستیں ہو گئیں اور نماز تراویح سے قبل مہمان عازم لاہور ہو گئے۔

امید ہے بانی تنظیم کا یہ طویل سفر تنظیم کے پیغام کو پھیلانے کے لئے ممد ومعاون ثابت ہوگا۔

(رپورٹ: ملک خدا بخش)

## ماہانہ تربیتی اجتماع ہارون آباد' حلقہ بہاولنگر

اس پروگرام کا آغاز 4 جنوری بروز اتوار کو تقریباً گیارہ بجے مسجد جامع القرآن' ہارون آباد میں پورے حلقہ کی سطح پر منعقد کیا گیا۔ اس اجتماع کے مہمان خصوصی معاون ناظم دعوت اشرف وصی صاحب جو لاہور کے مرکزی دفتر سے تشریف لائے ہوئے تھے۔ اس پروگرام سے پہلے حلقہ بہاولنگر و بہاولپور کا عاملہ کا اجلاس بھی ہوا۔ جس کا آغاز ساڑھے نو بجے ہوا اور تقریباً ڈیڑھ گھنٹے تک جاری رہا۔ اس طرح گیارہ بجے تربیتی اجتماع کا آغاز کیا گیا۔

اس اجتماع میں ''مسلمانوں پر قرآن مجید کے حقوق'' کو مرکزی حیثیت حاصل تھی۔ اس پروگرام کا آغاز حافظ لیاقت علی صاحب کی تلاوت قرآن مجید سے کیا گیا اور اس کے بعد امیر حلقہ جناب محمد منیر صاحب نے قرآن مجید کی اہمیت پر مختصر بیان کیا۔ اس کے بعد آپ نے پروفیسر محمود اسلم صاحب کو دعوت دی کہ وہ آئیں اور قرآن مجید کے حقوق بیان کریں اور انہوں نے مسلمانوں پر ''قرآن مجید کے حقوق'' کتابچے کے اہم نکات بیان کئے۔ اس کے بعد نماز ظہر اور طعام کے لئے وقفہ دیا گیا۔

دوبارہ پروگرام کا آغاز تقریباً ڈھائی بجے کیا گیا۔ اس میں کچھ رفقاء نے مل کر قرآن مجید کے پانچ حقوق کی تیاری کر کے باری باری ایک ایک حق بیان کیا۔ اور اگر کسی ساتھی سے کوئی کمی رہ جاتی تو اشرف وصی صاحب اس کی اصلاح کرواتے اس طرح تمام رفقاء کو ''مسلمانوں پر قرآن مجید کے حقوق'' مختلف انداز سے سنا کر اچھی طرح ازبر کروایا گیا' اس انداز کو بہت زیادہ پسند کیا گیا اور آئندہ اجتماع کے لئے ڈاکٹر صاحب کی کتاب ''راہ نجات'' پر مذاکرے کا فیصلہ ہوا۔ تمام رفقاء سے یہ کتاب گھر سے پڑھ کر آنے کے لئے کہا گیا۔ نماز عصر پر یہ پروگرام اختتام پذیر ہوا۔

(رپورٹ: وقار اشرف)

## شب بسری رپورٹ حلقہ سندھ زیریں

قرآن اکیڈمی ڈیفنس میں تنظیم اسلامی حلقۂ سندھ زیریں کے تحت شب بسری کا پروگرام منعقد ہوا جس میں میزبانی کے فرائض تنظیم اسلامی جنوبی نے انجام دیئے۔ 20 دسمبر کو رات 9 بجے پروگرام کا آغاز ہوا۔ تنظیم اسلامی شاہ فیصل امیر تنظیم اسلامی کے امیر جناب اعجاز لطیف نے جسٹس تقی عثمانی صاحب کی دعوت کے حوالے کتاب کا مطالعہ کرواتے ہوئے کہا کہ کیا امر بالمعروف و نہی عن المنکر فرض عین ہے' فرض کفایہ ہے' واجب یا سنت مؤکدہ ہے؟ ہر مسلمان کے ذمہ یہ فرض عین ہے تنہا اپنے آپ کو سدھار لینا کافی نہیں دوسروں کی فکر بھی کرنی چاہئے۔ سورۃ التحریم میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ ''بچاؤ اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو آگ سے۔'' ''الاقرب فالاقرب'' اپنی آنکھوں سے اپنے گھر والوں کو اللہ کی نافرمانی کرتے ہوئے دیکھ رہے ہوں مگر آپ اپنی نماز' روزہ' حج' زکوٰۃ میں لگے رہے تو یہ اپنے گھر والوں کے ساتھ بڑی زیادتی اور بڑی ناانصافی ہے جب گھر میں سالن میں نمک کم ہوتا ہے تو فوراً شور شرابا شروع کر دیتے ہیں مگر جب یہی لوگ اللہ کے دیئے ہوئے احکامات کو توڑتے ہیں تو اس پر ہم خاموشی اختیار کئے رکھتے ہیں۔ گھر والوں کو یا کسی دوسرے کو نصیحت کرتے ہوئے نیت کی درستگی بہت ضروری ہے انسان کی دعوت میں سب سے زیادہ اثر انداز شے اس کا اپنا عمل ہوتا ہے جو ہر لمحہ اس کا معاون ومددگار رہتا ہے

اس کے بعد جناب نوید احمد صاحب نے شرکاء کے سامنے حضرت علیؓ کا قول رکھا۔ جب حضرت علیؓ سے دریافت کیا گیا کہ علم ودولت میں سے کون سی چیز بہتر ہے تو آپؓ نے ارشاد فرمایا کہ ''علم بہتر ہے اس لئے کہ دولت قارون اور فرعون کو ملتی ہے اور علم پیغمبروں کو ملتا ہے' انسان کو

"دولت کی حفاظت کرنی پڑتی ہے مگر علم انسان کی حفاظت کرتا ہے صاحبِ دولت کے دشمن بہت ہوتے ہیں اور صاحبِ علم کے دوست بہت ہوتے ہیں۔ دولت خرچ کرنے سے کم ہوتی ہے اور علم خرچ کرنے سے بڑھتا ہے۔ دولت مند بخیل اور صاحبِ علم سخی ہوتا ہے' دولت کو چور چرا سکتا ہے جبکہ علم کو کوئی نہیں چرا سکتا' دولت غرور سکھاتی ہے جبکہ علم حلم و بردباری سکھاتا ہے' دولت کی حد ہوتی ہے لیکن علم کی کوئی حد نہیں ہوتی۔ شیخ سعدیؒ نے فرمایا کہ جس ڈالی پر پھل لگ جاتا ہے تو وہ جھک جاتا ہے۔

اس کے بعد تمام رفقاء سو گئے اور نمازِ تہجد کی ادائیگی کے لئے 5 بجے بیدار کیا گیا نمازِ فجر کے بعد جناب شجاع الدین شیخ صاحب نے درسِ حدیث دیا۔ اس کے بعد ناشتے کا وقفہ ہوا اور ٹھیک آٹھ بجے تذکیر بالقرآن کے ضمن میں تنظیم اسلامی کورنگی کے رفیق جناب انجینئر نعمان اختر صاحب نے سورہ طلاق کے حوالے سے کہا کہ حلال کاموں میں جو کام اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ ناپسند ہے وہ طلاق ہے اور شیطان اس عمل پر بہت خوش ہوتا ہے حالاتِ حاضرہ قرآن و حدیث کی رو سے تنظیم اسلامی شمالی کے رفیق جناب اختر ندیم صاحب نے پیش کیا۔ تنظیم اسلامی سوسائٹی کے امیر جناب نوید احمد صاحب نے سورہ صف کی مرکزی آیت نمبر 9 کا مطالعہ کروایا۔ اس کے بعد تنظیم اسلامی جنوبی کے رفیق جناب شجاع الدین شیخ صاحب نے اپنی تنظیم کا تعارف کرایا۔ مسنون دعا پر یہ پروگرام اختتام پذیر ہوا۔ (توحید خان)

## ناظم دعوت جناب رحمت اللہ بٹر صاحب کا تحصیل وزیر آباد میں خطبہ جمعہ

وزیر آباد کے ملحقہ محلہ "آلہ آباد" میں مدرسہ مدنیہ کے ناظم جناب پروفیسر حافظ منیر احمد صاحب کے تعاون سے یہ پروگرام ممکن ہو سکا۔ جنہوں نے کمال شفقت کا مظاہرہ کرتے ہوئے ایک پروگرام کی اجازت دی بلکہ تنظیم کی سرگرمیوں کے لئے مکمل تعاون کا بھی یقین دلایا۔

9 جنوری کو جناب رحمت اللہ بٹر صاحب نے "شہادت علی الناس" کے موضوع پر خطاب فرمایا۔ جسے لوگوں نے بہت پسند کیا۔ اس موقع پر تنظیم کے چھ بینرز بھی لگائے گئے تھے۔ جمعہ کے اختتام پر حاضرین میں "مسلمانوں پر قرآن مجید کے حقوق" کا کتابچہ تقسیم کیا گیا۔

ہم ان تمام احباب جنہوں نے اس پروگرام کے لئے تعاون کیا ان کے اور خاص طور پر قاری طیب احمد صاحب کے' جس نے دلچسپی کا مظاہرہ کیا' شکر گزار ہیں۔ اللہ تعالیٰ تمام احباب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ (خادم حسین' ناظم دعوت و تربیت' حلقہ گوجرانوالہ ڈویژن)

## ضرورت رشتہ

☆ اسلام آباد میں مقیم دینی و علمی گھرانے کی اعلیٰ تعلیم یافتہ بچیوں' جن کی عمریں 25 سے 30 سال ہیں' کے لئے اعلیٰ تعلیم یافتہ اور دینی رجحان رکھنے والے رشتے درکار ہیں۔ ذات اور تعصب سے بالا افراد کو ترجیح دی جائے گی۔

برائے رابطہ: اے رحمان' فون: 0333-5134371,0333-5134370

ای میل: abdur_r@hotmail.com

☆☆☆

☆ سید خاندان کی خوبصورت' خوب سیرت' دراز قد' 24 سالہ بچی (تعلیم M.A English) کے لئے اعلیٰ تعلیم یافتہ برسرِ روزگار' خوشحال سید خاندان کے لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔

برائے رابطہ: ایس ایم حسین فون: 0432-2614033

☆☆☆

☆ 43 سالہ زمیندار' ساہیوال شہر کے قریب گاؤں میں رہائشی جائیداد غیر منقولہ کے مالک کے لئے 30 سال تک دیندار زمیندار گھرانے سے رشتہ مطلوب ہے

رابطہ محمد اکرم خان مکان نمبر A-41 یثرب کالونی' نزد یتیم خانہ چوک' ملتان روڈ لاہور

فون: 042-7582785 موبائل: 0333-427837

## ڈاکٹر صفدر محمود صاحب کی بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد سے ملاقات

تنظیم اسلامی حلقہ لاہور ڈویژن کے شعبہ نشر و اشاعت نے معروف دانشور و کالم نگار ڈاکٹر صفدر محمود کی بانیٔ تنظیم محترم ڈاکٹر اسرار احمد صاحب سے ایک ملاقات کا اہتمام کیا۔ اس ملاقات کے دوران امیر تنظیم حافظ عاکف سعید' مرکزی ناظم نشر و اشاعت ڈاکٹر عبدالخالق' امیر حلقہ لاہور ڈویژن مرزا ایوب بیگ اور مدیر اعلیٰ شعبۂ مطبوعات سید قاسم محمود صاحبان بھی موجود تھے۔ یہ ملاقات قریباً ایک گھنٹہ جاری رہی۔ ڈاکٹر صفدر محمود صاحب آج کل تحریک پاکستان اور تحریک پاکستان کے اکابرین خصوصاً قائداعظم محمد علی جناح صاحب کے بارے میں مختلف دانشوروں کی جانب سے پھیلائی جانے والی غلط فہمیوں کے ازالے پر قابلِ قدر خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ بانیٔ تنظیم نے انہیں استحکام پاکستان کے حوالے سے اپنے نقطۂ نظر سے آگاہ کیا کہ استحکام پاکستان کا بھی یہ تقاضا ہے کہ یہاں اسلام کا نظام عدل و قسط نافذ کیا جائے۔ اسی سے پاکستان میں بسنے والے مختلف طبقات میں ہم آہنگی اور اتحاد پیدا ہوگا اور ہمارے دین کا بھی یہی تقاضا ہے۔ ڈاکٹر صفدر محمود صاحب نے بانیٔ تنظیم کی ان گزارشات پر غور کرنے کا وعدہ فرمایا۔

## دعائے مغفرت

☆ تنظیم اسلامی شاہ فیصل/ملیر کے معتمد محترم طارق محمود ملک انتقال فرما گئے ہیں۔

☆ حلقہ سندھ زیریں کے معتمد محمد سمیع صاحب کے بہنوئی کا انتقال ہو گیا ہے۔

☆ تنظیم اسلامی پنڈی گھیپ کے ملتزم رفیق قاضی ظہور حسین صاحب کی والدہ اور حاجی عبدالعزیز صاحب کا نومولود بچہ انتقال کر گئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائیں۔

قارئین ندائے خلافت سے بھی دعا کی اپیل ہے۔

## ضرورت معاون دفتر/کمپیوٹر ورک

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی میں ایک ایسے رفیق تنظیم کی خدمات درکار ہیں جو کہ دفتری خط و کتابت (اردو/انگریزی) اور ریکارڈ کیپنگ کے علاوہ کمپیوٹر ورک کا تجربہ رکھتا ہو۔ کمپیوٹر ورک کے مندرجہ ذیل Software کی صلاحیت ضروری ہوگی۔

Powerpoint, Excel, InPage, Word

خواہشمند حضرات رابطہ کریں۔ مناسب مشاہرہ ادا کیا جائے گا۔

ناظم اعلیٰ' تنظیم اسلامی

## دعائے صحت کی اپیل

سرحد جنوبی کے رفیق فضل امان خان کے والدین بیمار ہیں۔ رفقاء و احباب سے ان کے لئے دعائے صحت کی اپیل ہے۔

**اعتذار** "تاریخ تحریکاتِ احیائے اسلام" کے قسط وار سلسلے کی قسط جو "ندائے خلافت" کے موجودہ شمارے میں شائع ہونی چاہیے تھی' بعض ناگزیر وجوہ سے شاملِ اشاعت نہ ہو سکی آئندہ شمارے میں شامل ہوگی' ان شاء اللہ (مدیر)

**View Point**

**Abid Ullah Jan**
(e-mail: abidjan@tanzeem.org)

# Pakistani Nukes: Put Humiliation on Fast Forward

Frequency and the number of times a subject appears in the *New York Times*, *Washington Post*, and *Washington Times* are good indicators for anyone to figure out the next victim on the imperial chopping block.

From December 21, 2003 to January 08 2004, there were no less than 13 stories in these publications highlighting Musharraf's importance and exaggerating Pakistan's nuclear threat.

Most of these were editorials and some multiple-part articles. These stories appeared in simultaneously with the seeming surrender by Libya, mounting pressure on Iran and peace prospects between India and Pakistan.

These developments simplify the issue even for a layman in the street. The Taliban were not the threat, nor were their actions anywhere near to the level of human rights violations and atrocities committed by Israel (See this piece of evidence: http://www.palestinevideos.com/).

Similarly, the whole world now knows that the most lied about Iraqi WMD were not the threat. Even the much trumpeted democracy was not the issue. The real threats in view of the global totalitarians from quite some time are Iran and Pakistan in the short and China in the long run.

Subsequently, Pakistan and Iran are there, right on the chopping block. After two years of unmatched lies, deception and barbarism, the stage is now set to deal with Pakistan, Iran and later on China.

As Eric Margolis nicely exposes, the Libyan surrender was no more than another drama, which the twin liars, Bush and Blair, were working upon since long.[1] Margolis writes that "after eight months of secret negotiations" Qadaffi agreed to surrender "only small amounts of World War I technology mustard gas, a primitive battlefield weapon," to give the liars a justification for confirming "the wisdom of invading Afghanistan and Iraq."

Libya, in Margolis words, with "a single elevator repairman in the country" had "no biological and nuclear weapons" at all. In this situation the "leaks" of Pakistan's transfer of nuclear technology to Libya and Iran; US unofficial visits to North Korean nuclear facilities and Vajpayee's peace overtures are all parts of the same unfolding drama.

It will give Musharraf some solid justifications for surrendering Pakistan's nuclear weapons into "safe hands." The hands in which the weapons are most probably already secured. Just a formal ceremony is left to glorify the ultimate surrender.

One minor intermediate step could be surrendering Pakistan nuclear weapons into "joint US-Pakistan" hands, but that is irrelevant in a situation in which Pakistan is set to lose the Kashmiri cause after bleeding Pakistan to death for more than 50 years.

British Foreign Secretary has recently declared that Israel is a "unique case" which deserves stockpiles of nuclear and biological weapons. So would declare the US for India, which already claims its using nuclear weapons as a deterrence against China, not Pakistan.

So, it is China's turn to worry about the US moves in its backyard. Pakistan has hardly anything left to lose.

A People and its leaders — who surrendered their faith for secularism, who surrendered principles of justice and fair conduct for personal safety, who assisted the globalist totalitarians in the continued butchery of their fellow Muslims — deserve this treatment. Those who cannot keep their honour cannot keep their weapons. Nature makes them turn on each other to hasten further surrender and disintegration.

For example note an article by Pakistan born Mansoor Ijaz in the January 8 issue of *Standard*, a Republican weekly magazine. Ignoring the facts about Israel's passing on American military technology to India and China, he writes that Pakistan has "a moral responsibility to come clean about what has been done" with respect to transfer of technology.

However, toeing the US "mainstream" media's line of defence for Musharraf, Mr Ijaz concludes that even in cases where the alleged transfer "took place after the September 11 terrorists attacks, Musharraf appears to have had no knowledge."

The question is: What is Musharraf doing there, sitting at the top? Is it just signing surrender deals for which Mr. Ijaz concludes: "Bush needs to help distance the Pakistani president in the minds of the American public from the crazies who want to destroy Pakistan by sharing its nuclear secrets with rogue states."

This is the ultimate plan: save Musharraf like Gorbachov till the long awaited disintegration completes. Then Pushtuns in the North West of Pakistan may have autonomy like Kurds in Iraq. Pashtoon may also join their brethren in Southern Afghanistan so as to be under a more focused eye of the neo-imperialists, who would like to have different set of strategies for people from different backgrounds, such as those in "Sunni triangle," "Kurdish North," "Taliban influenced South" and "Persian speaking North." It is just to mention a few terms to be used as a basis for future break-ups and convenient colonisation.

Like every other conceivable thing, Musharraf's surrendering Pakistan's nuclear weapons is just a matter of time. This humiliation has come to pass. There will soon be no justification for keeping these weapons. Opposition to Musharraf's policies is already absent in Pakistani government. It is as if every politician has joined Pakistan's army.

Muslim Ummah is a lost cause, as Qaddafi declared the other day. Israel's recognition is on cards. The sooner Musharraf surrenders, the better it is for completing the much deserved humiliation for the so-called Muslims. Also the better it is for those who are due to replace them.

Muslims do not require nuclear weapons to be good Muslims or to convert others to Islam. After all, Islam is not American democracy.

As far as defense is concerned, these weapons are not worth defending for defense against anything. Where half-baked secularism reigns supreme, where faith is lost, sovereignty curtailed and all principle of justice sacrificed, keeping a bomb or two or even the state established in the name of Islam, doesn't make any sense at all.

When Muslims become Muslim in the Qur'anic sense, only then would they realize what they need to defend, why and at what cost. That would not happen until we hit the trough in this final phase of Muslim humiliation. If we don't know how to end this humiliation, let us put it on fast forward as hitting the rock bottom of humiliation seems inevitable for a meaningful resurgence.

Vol: 13 Regd. No. LRL -50 No. 4

Weekly Nida-e-Khilafat Lahore

ROUND TABLE

Reporter "DAWN" daily

# Dialogue between Muslims, Non Muslims

A group of a dozen intellectuals and religious scholars from the US, The UK and Turkey belonging to Christianity, Judaism and Sikh religions was in Lahore from 9th to 14th January, 2004 to meet and discuss at a roundtable with Dr, Israr Ahmed, Founder President of Anjuman Khuddam-ul-Quran. Here is the report of a discussion at a dinner, published in "DAWN" daily.

LAHORE, Jan 13: Various religious scholars have emphasized a comprehensive dialogue between Muslims and non-Muslims for better understanding of Islam.

This was a consensus of speeches made at the conclusion of three day discussions by a dozen religious scholars from the US, the UK and Turkey belonging to Christianity, Judaism and Sikh religions with Dr. Israr Ahmad at a local hotel on Tuesday night.

The subjects of discussion included the concepts of Iman, Jihad in Islam, human personality and two forms of knowledge, political, economic and social system of Islam with particular reference to the status of women, Islamic intellectual history in South Asia with special reference to Pakistan, Islamic revolution and contemporary Pakistan versus the prophetic model for establishing Islam and the total political, economic and social system.

The western scholars who participated in the discussion are Dr. Ibrahim Abu Rabi, a Palestinian scholar and professor of Islamic studies and Christian Muslims relations at the Hartford University, Connecticut, USA; Dr Faris Kaya, executive member of Nursi movement, Turkey; Dr Roger Van Zwaenberg, managing director of Pluto Press, London, Dr Ian Markham, professor of theology and ethics, Hartford University, USA; Dr Mumtaz Ahmad, professor of political science at the Hampton University, USA; Dr Ralph E. Ahlberg, president of the Interfaith Council Congregational Church, USA, Dr Worth Loomis, professor of business ethics, USA, and Mustafa Turk, amir of the Tanzeem-I-Islami North America, USA.

The discussions were arranged mainly by Dr, Ibrahim Abu Rabi who had an opportunity to attend Dr, Israr's lectures on the Holy Quran during the latter's visit to the US. He said he felt there was a need for an exchange of views on Dr Israr's Quranic thoughts with the scholars of other religions. Thus he contacted religious scholars of the US, a publisher from London and a scholar from London and a scholar from Turkey who agreed to meet Dr. Israr at Lahore and hold a dialogue with him on various Islamic issues. He said the interest in Islam and its teachings had increased in the US after the incidents of 9/11, and the Americans wanted to know a lot about Islam and its philosophy. He said the Muslim population of America was about six to seven million, and there were some 1,200 mosques in the country. He lamented that the Muslim scholars who visited America lacked sufficient knowledge and they could not speak with clarity, but he had found that Dr Israr was a scholar who could explain with logical arguments.

Mustafa Turk said a tremendous change had take place in the attitude of Americans towards Muslims after the 9/11 incidents. He said the need of the hour was that Muslims should present the message of Islam to non-Muslims with an emphasis on the fact that it offers a complete code of life and that it is not confined to monotheism.

Dr Collin M. Keyes said she was a convert from Christianity and she knew the mind of her former community which was ignorant about Islam and needed education on the subject. She said she had been the student of Islamic movements and the Christian-Muslim relations. She found that Dr Israr had radical views, which needed a through study by religious scholars; she said there should be a spirit of listening each other's views. A dialogue on religious issues would open the minds of people, she said.

Other western scholars also said the beginning of a dialogue had been made which should be continued.

Former federal secretary and author Mukhtar Masood welcomed the suggestion of western scholars for starting a dialogue between Muslim and non-Muslim scholars on religious issues. He said unfortunately the west had economic hegemony over the Muslim countries and unless this economic veto was removed, there could be no worthwhile dialogue between them. He said religious tolerance was a good thing but it also depended on equality.

Former chief minister Hanif Ramay said Islam is a universal religion of humanity and its message is for the welfare and benefit of the entire mankind. He said Allah Almighty is not the God of Muslims, but of all human beings, Similarly the Holy Prophet (Peace be upon him) is a blessing not for the Muslims alone, but he is what the Holy Quran says Rahmatu-lil-Aalameen, the blessing for the entire humanity and all worlds, The real message of Islam lay in the Holy Quran and the Seerat, biography and sayings of the Holy Prophet (Peace be upon him), and the west could seek guidance from these two basic sources of Islam leaving aside the history of Islam which had many contradictions, truths, and untruths.

The western scholars visited Amritsar on Tuesday and returned in the afternoon and visited the Quran Academy of Anjuman Khuddamul Quran at night. They are scheduled to leave for Islamabad on Wednesday.